صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 2 جنوری 2015ء بمطابق 10 ربیع الاول 1436 ہجری بعد از دوپہر تین بجکر پچاس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔
اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡO وَاِذَا النُّجُومُ انۡکَدَرَتۡO وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡO وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡO وَاِذَا الۡوُحُوشُ حُشِرَتۡO وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡO وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتۡO وَاِذَا الۡمَوۡءُدَةُ سُئِلَتۡO بِاَیِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡO وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡO وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡO وَاِذَا الۡجَحِیمُ سُعِّرَتۡO وَاِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡO عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّآ اَحۡضَرَتۡ۔

(ترجمہ): جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا۔ اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔ اور جب پہاڑ چلا ئے جاویں گے۔ اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور (مارے گھبراہٹ کے) سب جمع ہو جاویں گے۔ اور جب دریا بھڑ کائے جاویں گے۔ اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکھٹے کیے جاویں گے۔ اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔ اور جب نامۂ اعمال کھولے جاویں گے۔ اور جب آسمان کھل جاوے گا (اور اس کے کھلنے سے آسمان کے اوپر کی چیزیں نظر آنے لگیں گی)۔ اور جب دوزخ (اور زیادہ) دہکائی جاوے گی۔ اور جب جنت نزدیک کر دی جاوے گی۔ (تو اس وقت) ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو لے کر آیا ہے۔ وآخِرُالدَعۡوَانا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِینَ۔

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔ سب سے پہلے یہ Leave application ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔
جناب اعظم خان درانی صاحب، ایم پی اے 2015-01-02۔۔۔۔۔

جناب بخت بیدار: جناب سپیکر! اول به مو دعائے مغفرت کړي وه۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: اس کے بعد، اس کے بعد کرتے ہیں۔ جناب جمشید خان صاحب، ایم پی اے 2015-01-02; جناب محمد علی ترکئی صاحب، ایم پی اے 2015-01-02; جناب خالد خان، ایم پی اے 2015-01-02; محترمہ عظمیٰ خان تا اختتام اجلاس; جناب یاسین خان خلیل صاحب 2015-01-02; جناب فضل حکیم صاحب 2015-01-02; جناب سردار ظہور خان صاحب 2015-01-02; ڈاکٹر حیدر علی صاحب 2015-01-02 تا 2015-01-15; جناب زاہد درانی صاحب 2015-01-02; جناب ملک ریاض خان، ایم پی اے 2015-01-02; میڈم نسیم حیات صاحبہ، ایم پی اے 2015-01-02; جناب ابرار حسین، ایم پی اے 2015-01-02; جناب صالح محمد، ایم پی اے اور سراج الحق صاحب۔ منظور ہیں؟

(تحریک منظور کی گئی)

سانحہ آرمی پبلک سکول پشاور پر خصوصی بحث

جناب سپیکر: اس افسوسناک واقعہ کے بعد آج اسمبلی اجلاس کا پہلا دن ہے کہ جس کی وجہ سے ہماری پوری قوم اس پر انتہائی غم سے نڈھال ہے اور۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج یہ موقع ایسا تھا، چونکہ ہم پہلا اجلاس کرنا چاہتے تھے، ہمارے صحافی بھائیوں کو اس سے Avoid کرنا چاہیئے تھا، عارف صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں، ان کو لیکر آئیں۔ Basically کسی ڈاکٹر کے ساتھ ان کی ہاتھا پائی کا کوئی چکر ہوا ہے، اس کے بارے میں ہوا ہے۔ تو آج یہ جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے جس پر پوری قوم غم سے نڈھال ہے اور شاید تاریخ میں اتنا افسوناک واقعہ نہیں ملتا تو ایک نیک شگون امر یہ ہے کہ اس وقت پوری لیڈرشپ ایک Page پر ہے تو آج ہم نے یہ Decide کیا ہے کہ جتنے پارلیمانی لیڈرز ہیں، وہ آج اپنی اپنی پارٹی کا جو موقف ہے، وہ سامنے رکھیں گے اور جنہوں نے

ایڈ جرنمنٹ موشنز ہمارے پاس جمع کروائی ہیں، وہ بھی آج اس کو وہ دینگے اور آج ہم اس اسمبلی سے ایک متفقہ قرارداد بھی پاس کروائیں گے جو تمام پارلیمانی لیڈرز نے مشاورت سے تیار کی ہے تو سب سے پہلے میں مفتی جانان صاحب سے ریکویسٹ کرونگا کہ وہ ان بچوں کیلئے، ہمارے اساتذہ کرام کیلئے، ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔ مفتی جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: تہولو معززو ممبرانو ته دا گزارش دے چي يو ځل الحمدلله او دري ځله قل هو اللہ اووائی په جمع، چي ځومره شهيدان شوی دی د هغوي روح ته ئے اوبخښنو۔

(اس مرحلہ پر شہدائے آرمی پبلک سکول کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: آج اپوزیشن لیڈر جو ہیں، وہ بحث کا آغاز کرینگے، اس کیلئے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ پندرہ منٹ اپوزیشن لیڈر صاحب تقریر کرینگے اور دوسرے جو ہمارے دوست بات کرینگے، وہ دس منٹ تک اپنے ٹائم کو محدود رکھیں گے، تو میں جناب لطف الرحمان صاحب سے یہ ریکویسٹ کرونگا۔۔۔۔

جناب محمود جان: جناب سپیکر! میڈیا والے ابھی تک نہیں آئے۔

جناب سپیکر: اچھا، یہ میڈیا والے تھوڑا آجائیں تو ایک دو منٹ آپ بیٹھ جائیں، ان کے پیچھے عارف یوسف چلے گئے ہیں، آپ بھی چلے جائیں ان کو لیکر آئیں۔ وہ ریزولوشن تیار ہو گئی ہے کہ نہیں؟ تھوڑا وہ کاپی مجھے دے دیں، لیکر آئیں۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں صحافی حضرات کو ویلکم کرتا ہوں کہ وہ آئے ہیں اور میرے خیال میں مولانا صاحب! آپ بسم اللہ کریں، یہ لوگ آگئے ہیں تو بھی، مولانا لطف الرحمان صاحب۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! آج ہمارا جو اجلاس منعقد ہوا ہے، چند روز قبل ہمارے بچے، وہ ہونہار طالبعلم، وہ اساتذہ سفاک ہاتھوں نے ہم سے چھین لیے، جدا کر دیئے اور سفاکیت کی اور ظلم کی اور بربریت کی انتہا کی، آج پوری قوم خون کے آنسو رو رہی ہے، جو تکلیف اور درد ہماری پوری قوم کو ملا، اس کا لفظوں میں اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ آج اگر میں اس کی مذمت کروں تو میرے الفاظ میرے دل

کے جذبات اور عقل کی ترجمانی نہیں کرتے۔ آج ہماری یہ پوری اسمبلی، تمام سیاسی جماعتیں، تمام قوم ان کے والدین کے ساتھ، ان کے خاندانوں کے ساتھ، ان کے بھائی بہنوں کے ساتھ ہم اس دکھ درد میں، ہم ان کے ساتھ شریک ہیں، ہم اظہار تعزیت کرتے ہیں اور آج جو تکلیف کا احساس ان کے دلوں میں ہے، اس سے کہیں زیادہ یہ احساس پوری قوم کے دلوں میں ہے۔ شاید وہ سفاک لوگ سمجھتے تھے کہ ہم ایسا واقعہ رونما کرینگے تو شاید پوری قوم گھٹنے ٹیک دے گی، وہ شاید سمجھتے تھے کہ پاکستان کی فوج، سیکورٹی فورسز گھٹنے ٹیک دیں گی لیکن اس واقعے نے پورے پاکستان کو جھنجوڑ ڈالا، ہلا ڈالا اور آج میں اس حوالے سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پوری قوم اس مسئلے پر اکٹھی ہوئی ہے اور اس یکجہتی کی ضرورت تھی جناب سپیکر! ہم یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ ہم شرمندہ ہیں اس بات پر کہ ہم اپنے ہونہاروں کے مستقبل کو، ہم نے خون آلود مستقبل ان کے حوالے کیا، جہاں ہمیں سنجیدگی کی ضرورت تھی اور ہمیں چاہیئے یہ تھا کہ ہم ایک پرامن پاکستان ان کے حوالے کرتے اور یہ ملک امن کا گہوارہ ہوتا اور یہ ملک ترقی کرتا، دنیا کی ترقی یافتہ صفوں میں شامل ہوتا جناب سپیکر! لیکن بد قسمتی سے ہم نے اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ایک خون آلود مستقبل اپنے ہونہاروں کے حوالے کیا۔ جناب سپیکر، پچھلے ادوار میں، پچھلے دس بارہ سالوں میں ہمیں کئی مواقع ملے کہ ہم اس طرف جا سکیں کہ ہم ایک پرامن پاکستان کی طرف جا سکیں اور ایک پرامن مستقبل اپنی قوم کو دے سکتے تھے لیکن ہماری کوتاہیوں، ہماری غلطیوں کی وجہ سے، اگرچہ جتنی بھی پارلیمنٹس ہیں، سیاسی جماعتیں ہیں، ہمیشہ اس حوالے سے اتفاق رہا ہے، طریقہ کار سے اختلاف ضرور ہو سکتا ہے لیکن اس حوالے سے کہ ہم پرامن پاکستان کی طرف جا سکیں، اپنا مستقبل ہم محفوظ کر سکیں اور جو تقاضا ہم سے ملک کرتا ہے، اس طرف جائیں جناب سپیکر! لیکن ہم نے وہ مواقع گنوا دیئے جناب سپیکر! لیکن آج میں تنقید کی طرف نہیں جانا چاہتا، میں کسی پہ تنقید نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن ضرور اس بات کی طرف توجہ دلانا ضروری تھا کہ جو ہمارا ترجیحی مسئلہ ہو سکتا تھا، جو ہمارا اہم مسئلہ ہے اور وہ یہ تھا کہ ہم اس ملک کو، اس پاکستان کو ہم امن دے سکیں اور پھر شاید امن ہوتا تو ہم اسکی ترقی اور معیشت کی طرف جاتے، اگر امن نہیں ہے تو پھر آپ کی معیشت کچھ بھی نہیں ہے اور اس کو ترقی کی طرف نہیں لے جایا جا سکتا۔ تو جناب سپیکر! ہم نے بارہا حکومت سے بھی، اگر امن کے حوالے سے ہم زور دیتے رہے، ہم نے مختلف اوقات میں جب ہمارے اجلاس ہوئے،

ہمارے اجلاس کا ایجنڈا اپوزیشن کی طرف سے ہمیشہ امن کے حوالے سے ہوا کرتا ہے اور ہماری کوشش تھی کہ ہم یہ احساس اجاگر کر سکیں جناب سپیکر! کہ یہ ہمارا اہم مسئلہ ہے، یہ ہمارا ترجیحی مسئلہ ہے کہ جس کی طرف ہم جائیں اور ہم کوئی ملک کیلئے ایک۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج میں، ایک منٹ میں تمام معزز اراکین سے ریکویسٹ کروں گا کہ دیکھیں یہ آج بہت اہم ایشو ہے تو تمام دوست اپنی سیٹوں پر بیٹھیں اور تسلی سے ایک دوسرے کی بات سنیں اور اپنی بات بھی کر لیں، تسلی سے کر لیں۔ مولانا صاحب!

قائد حزب اختلاف: ہم بار بار یہ احساس دلاتے رہے کہ امن ہی ہمارا ترجیحی مسئلہ ہے، جناب سپیکر! ہمیں اس پہ توجہ دینی چاہیئے، سنجیدگی سے ہمیں اس طرف جانا چاہیئے، اپنی پالیسیوں پہ غور کرنا چاہیئے اور ہم ایسی پالیسیاں وضع کریں، ایسی اصلاحات لائیں کہ اگر ہم سے کہیں کوتاہی، کوئی غلطی ہو رہی ہے تو اس کو صحیح لائن پر لا سکیں جناب سپیکر! لیکن بدقسمتی سے شاید اس کو تنقید برائے تنقید سمجھا گیا، تنقید برائے تعمیر نہیں سمجھا گیا جناب سپیکر! ہماری ہمیشہ کوشش تھی کہ ہم اس میں سنجیدگی لائیں اور اس پہ پوری قوم اکٹھی ہو اور ہم ایک لائحہ عمل طے کر سکیں لیکن آج بھی جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان قربانیوں کے بعد، ان بچوں کی قربانیوں کے بعد، اور قربانی بھی اس انداز میں کہ جس طرح بچوں کو قتل کیا گیا، سروں کو نشانہ بنایا، چھاتی کو نشانہ بنایا جناب سپیکر! اور ہمارے کتنے ہی بچے جو ہیں اس وقت بھی ہاسپٹلز میں ہیں اور زخمی حالت میں ہیں جناب سپیکر! اس قربانی کے بعد بھی اگر ان کی قربانی اس انداز میں سامنے آگئی ہے کہ آپ کی پوری قوم کو اکٹھا کیا اور ایک یکجہتی اس میں پیدا کی ہے جناب سپیکر! اور ہم تمام سیاسی جماعتوں کو اس حوالے سے اپنے اختلافات کو سائڈ پہ رکھنا ہوگا، تمام مذہبی جماعتوں کو اپنے اختلافات کو سائڈ پہ رکھنا ہوگا کیونکہ اگر ہم تفرقے میں پڑے رہے تو پھر شاید ہمارا ترجیحی مسئلہ پھر ڈسٹرب ہوگا اور ہماری توجہ اس طرف نہیں ہوگی جناب سپیکر! تو اس وقت اگر ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہماری پوری قوم ایک صف پر کھڑی ہوئی ہے اور آج پوری قوم، فورسز جتنی بھی ہیں، ہماری افواج ایک ہی صف پہ اگر کھڑی ہیں اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ اب اس میں کوئی سنجیدگی پیدا ہوئی ہے اور جو ہمیں ابھی نظر آرہا ہے کہ شاید اب ہم ایسے فیصلوں کی طرف جائیں کہ جو ہم اس ملک کو اس مشکل سے نکال سکیں، اس بھنور سے ہم اس ملک کو نکال سکیں جناب سپیکر! تو یہ

ہماری بہت بڑی Achievement ہوگی اور شاید یہ قربانیاں رنگ لائیں گی، ہم اگر امن کی طرف جا سکیں اور ہمارا لائحہ عمل جو ہے وہ ایک ہو سکے جناب سپیکر۔ اور جناب سپیکر! اس پہ آپ یہ بھی دیکھیں کہ میں تمام جماعتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس وجہ سے آج اگر فوجی عدالتوں کے حوالے سے بھی بات ہوئی تو اختلاف سب کو رہا ہے کیونکہ ماضی میں فوجی عدالتیں جس انداز میں استعمال ہوتی رہی ہیں اور اس سے اس کا رخ سیاست کی طرف کیسے موڑا گیا، تو آج بھی پارٹیوں کے اندر خدشات تھے کہ اگر فوجی عدالتیں سامنے آئیں گی تو پھر کیا وہ واقعات دوبارہ تورونما نہیں ہونگے؟ تو یہ خدشات ہر پارٹی کے اندر تھے اور اختلاف آیا بھی صحیح ہے، جو اجلاس اسلام آباد میں ہوا لیکن معروضی حالات کو دیکھ کر ان کی وہاں میٹنگ میں جو گیارہ گھنٹے وہ اجلاس جاری رہا جناب سپیکر! جو حالات سامنے آئے، جو معروضی حالات تھے اور آخر اس بات پہ اس چیز کا تعین ہو سکا کہ اگر آئین میں گنجائش ہے تو پھر ہم ان معروضی حالات میں اس کی اجازت دے سکتے ہیں تو سیاسی پارٹیوں نے یہاں تک قربانی دینے کی بات کی کہ ہم اس پہ قربانی دینے کو تیار ہیں کہ اگر ہم امن حاصل کر سکتے ہیں، اس ملک کو پرامن بنا سکتے ہیں جناب سپیکر! اور یہ واقعات ضرور ہوئے اور اس سے پہلے بھی واقعات بہت ہوتے رہے، میرے خیال میں ہمارا جو یہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہے، کوئی سیشن ایسا نہیں ہوا ہوگا کہ جس میں ہم نے دعا نہ مانگی ہو، کوئی سیشن ایسا نہیں ہوا ہوگا جس میں ہم نے مذمت نہ کی ہو اور مذمت کرتے کرتے بھی ہم تھک گئے اور یہی بات ہم کرتے رہے کہ شاید ایک دن اس طرف ہم چلے جائیں گے کیونکہ وہ احساس پیدا نہیں ہو رہا تھا، وہ احساس اجاگر نہیں ہو رہا تھا کہ شاید ایک دن ایسا ہوگا کہ ہم شاید اس نقصان کی جو تلافی ہے، وہ ہم نہ کر سکیں اور آج ہم اس موڑ پر کھڑے ہیں لیکن میں پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ جو ہمارے حوصلے پست کرنا چاہتے تھے الحمدللہ، الحمدللہ آج ہمارے حوصلے چٹان کی طرح ہوئے ہیں اور ایک جگہ پہ ہم اکٹھے کھڑے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر پوری سیاسی قیادت اور فوجی قیادت اور ہماری سیکورٹی فورسز ایک صف پہ کھڑی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہم اب حل کی طرف جا سکیں اور اب شاید اس میں وہ اخلاص پیدا ہوا ہے کہ ہم اس طرف جا سکیں لیکن جناب سپیکر، ایک چیز ہمیں نہیں بھولنی چاہیئے، ٹھیک ہے واقعہ ہوا ہے، بہت بڑا واقعہ ہوا ہے جس کا ہم تصور نہیں کر سکتے، جو اس واقعے نے پورے مسلمانوں میں، ہمارے پورے ملک میں جو احساس پیدا کیا ہے، اس میں کوئی دوسری

رائے نہیں ہے کہ اتنا بڑا واقعہ کبھی ہو سکتا ہے اور بندہ اس کو برداشت کر سکتا ہے، کوئی انسان برداشت کر سکتا ہے؟ لیکن ہمیں ہوش کے ناخن لینے، ہوش سے چلنا ہوگا، سنجیدگی سے، یہ نہیں کہ ہم ایک بات سن کر اور ہم پھر ایک ایسا رخ دینے کی کوشش کریں کہ جیسے آج کل آپ میڈیا پہ بھی سنتے ہیں اور ہم مدارس کی طرف اس کی توجہ کریں کہ جی شاید یہ مدارس کی طرف سے ہو اور مدارس میں جو لوگ رہتے ہیں شاید وہ اس قسم کے واقعات کر سکتے ہیں۔ مدارس میں علماء رہتے ہیں، کتاب دیتے ہیں، علم پڑھایا جاتا ہے، علم حاصل کیا جاتا ہے اور کہیں ہم غلط فہمی میں ایسا رخ نہ اختیار کریں کہ جو اصل معاملہ ہے، اس سے پھر کسی دوسری طرف ہماری سوچ جا سکے۔ تو میں اس حوالے سے یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی تعلیمی ادارے ہیں، جیسے دوسرے تعلیمی ادارے ہیں اور اگر کوئی غلطی کسی میں بھی ہے، چاہے کسی بھی ادارے سے، تعلق کسی بھی تعلیمی ادارے سے ہو، کسی مدرسے سے ہو، کسی عام معاشرے سے ہو تو وہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا ہے اور اب تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے، ہماری تمام جماعتیں بیٹھی ہوئی ہیں، تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری سول سوسائٹی یا ہمارے معاشرے میں جتنے بھی طبقات ہیں، کوئی دوسرے رائے اس حوالے سے نہیں ہو سکتی جناب سپیکر! کہ ہمارا رخ اب متعین ہو چکا ہے اور ہم نے اب اس کے نتائج حاصل کرنے ہیں اپنے ملک کیلئے تاکہ ہم ایک پرامن ملک دے سکیں اور ہم ایک بہتر پاکستان اپنی قوم کو دے سکیں اور ترقی کا ملک ہم اس کو دے سکیں جناب سپیکر! تو اب ہم نے ایک رخ متعین کر دیا ہے تو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ہماری صوبائی حکومت ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اپنے آپ کو بری الذمہ کر سکتا ہے کہ وہ ذمہ داری اس پہ نہیں آتی، ہماری حکومت ہے، Security lapses ہوئے ہونگے اور یہ جو واقعات ہوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس حوالے سے کوئی آج کی بات تو نہیں ہے اور یہ Threats تو مسلسل چل رہی ہیں اور ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ پہلے سے اداروں کو اس حوالے سے اطلاعات ملی ہیں کہ اس ادرے کو Threats ہیں، اس آرمی پبلک سکول کو Threats ہیں لیکن شاید ہم عادی ہو چکے ہیں، ایک روٹین ہماری بن گئی ہے کہ Threats ملتی رہتی ہیں اور اگر خدانخواستہ وہ واقعات نہ ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بس ایسے ہی کوئی بات ہوئی لیکن پھر چلتے چلتے کہیں نہ کہیں ایسا واقعہ ہو جاتا ہے کہ اس کو پھر پوری قوم اور پورے ملک کو اسے برداشت کرنا پڑتا ہے جناب سپیکر! تو تھوڑا سا ہمیں اس حوالے سے سنجیدگی کی طرف جانا ہوگا، ہمیں یہ

دیکھنا ہوگا، ہمارا سارا زور لیجسلیشن پہ ہے، بل پہ بل آ رہے ہیں جناب سپیکر! اس کا موقع نہیں ملتا کہ ہم اس کو سٹڈی بھی کر سکیں اور اس پہ کوئی بحث ہو سکے، کوئی سنجیدگی کی طرف جا سکیں لیکن میں اس پہ اعتراض نہیں کرتا لیجسلیشن بالکل ہونی چاہیئے لیکن میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرف سنجیدگی دکھانا ہوگی اور یہ ذمہ داری آپکی ہے، ہمارے صوبے میں یہ حالات چل رہے ہیں اور یہ معاملات ہیں تو ہمیں لازمی اس طرف، ہمیں سنجیدگی کی طرف جانا ہوگا، اب غیر سنجیدگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہم اس حوالے سے کچھ برداشت کر سکتے ہیں، اسے بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمیں اس طرف جانا ہوگا اور ہمارے اس صوبے کے مسائل ہیں، ہمارے آئی ڈی پیز کا مسئلہ ہے، بہت بڑا مسئلہ ہے، 'ضرب عضب' ہمارے اس خطے میں چل رہا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے لوگ، ہمارے بھائی جو بے گھر ہو چکے ہیں جناب سپیکر! ہمیں ان کی بھی ایک باعزت طریقے سے واپسی کرنی ہے اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے ہم ان کو اپنے گھروں تک واپس پہنچا سکیں جناب سپیکر! تو یہ معاملات ہمارے صوبے کے اس وقت ترجیحی مسائل ہیں جس پر ہمیں سب سے پہلے سوچنا چاہیئے، اس کی طرف توجہ دینی چاہیئے تاکہ ہم اس کے نتائج اور اس کے جو مقاصد ہم چاہتے ہیں، وہ ہم حاصل کر سکیں، لوگوں کو اپنے گھروں تک واپس پہنچا سکیں اور یہ جو 'ضرب عضب' جاری ہے، وہ فوکس ہو سکے اور جتنا جلدی اس کو وائنڈ اپ ہو سکے اور ان لوگوں کو ہم گھروں تک پہنچائیں تو یہ ہماری کامیابی ہوگی جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> تو یہ جو صورتحال ہمارے اس پورے خطے کی ہے، یہ ہمارے لئے ہی ہے کہ ہم اس پہ سوچیں، ہم اس کا کوئی ایک بہتر Solution دے سکیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہم اس کو بھی اس کا جو ایجنڈا ہے، ہم تمام جماعتیں اس وقت اس کو سپورٹ کر رہی ہیں، اس حوالے سے کہ ہم اب یہ عزم کئے ہوئے ہیں کہ ہم نے اب اس پوائنٹ تک پہنچنا ہے، وہ نتائج حاصل کرنے ہیں، اس کامیابی کی طرف جانا ہے تاکہ ہم اپنے پاکستان کو بچا سکیں۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ، تھینک یو۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ جناب شاہ فرمان خان، (مداخلت) جی جی، میں نے خود Directly اس کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ آج چونکہ اہم دن ہے اور میرے خیال میں صحافی بھائی ہمارے ساتھ اس دکھ درد میں برابر

کے شریک ہیں تو یہ ہمارا مشترکہ مسئلہ ہے تو میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگ آئے۔ جی جی، شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر برائے آبنوشی): شکریہ جناب سپیکر۔ یہ آج سیشن کا پہلا دن ہے کہ جب سے یہ واقعہ ہوا ہے، اس کے اوپر ساری قوم کا، ساری پولٹیکل پارٹیز، ساری لیڈرشپ کا View point ایک ہے، اس میں کوئی اختلاف ہے نہیں، نہ اس کی گنجائش ہے اور اس کی کوئی Justification نہیں ہے جناب سپیکر! کہ بچوں کے اوپر اس طرح کا حملہ کیا جائے، کوئی لاکھ Arguments پیش کرے لیکن یہ ایک بالکل بے رحم اور Ruthless act تھا جس کا درد نہ صرف پاکستان کے اندر بلکہ باہر کے لوگوں نے بھی محسوس کیا۔ جناب سپیکر، اس واقعے کے ساتھ وہ سارے واقعات بھی سامنے ہیں جو پچھلے سالوں سے یہاں پر ہوتے رہے اور میں دس، بارہ، پندرہ سال کی بات نہیں کر رہا، میں تیس پینتیس سال کی بات کر رہا ہوں اور آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خاص کر پاکستان اور خاص کر خیبر پختونخوا کو ایک فٹ بال کا گراؤنڈ بنایا گیا ہے جس کے اندر پوری دنیا مشغول ہے۔ آئی ڈی پیز کا مسئلہ اپنی جگہ، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور Suffer کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس صوبے کی کتنی بڑی اکانومی ہے؟ جہاں پر سالہا سال سے افغان مہاجرین یہاں پر موجود ہیں، نہ وفاق کو یہ خیال ہے اور نہ انٹرنیشنل کمیونٹی کو یہ خیال ہے کہ ہمارے Sufferings کیا ہیں؟ ہم یہ اسلئے Mention نہیں کرتے کہ کسی چیز کی کوئی Justification ہوگی لیکن یہ جتنا بڑا ظلم ہے، اس طرح کا بڑا ظلم یعنی میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے نے ایک اور واقعے کو بھی یاد دلایا، ایک واقعہ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے بچے مہمند ایجنسی کے اندر بھی شہید کئے گئے تھے، میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ ان ساری فورسز کو نادم ہونا چاہیے۔ 81-1980 سے لے کر ابھی تک یہ ماحول اس طرح بنایا گیا ہے کہ نہ ہمیں دوست کا پتہ ہے اور نہ ہمیں دشمن کا پتہ ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس صوبے کے لوگ تباہ اور برباد ہو کر رہ گئے اور اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ پہلے تو ہم سمجھتے تھے کہ ہم Secure نہیں ہیں، اب ہمیں اپنی فکر نہیں ہے، ہمیں اپنے بچوں کی فکر لگ گئی ہے کیونکہ اگر بچے بھی،، چھوٹے بھی Secure نہیں ہیں تو اس سے زیادہ حالات خراب نہیں ہو سکتے، لہٰذا اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم متحد ہوں، اس کے علاوہ ہمارے پاس چارہ نہیں ہے کہ ہم متفق ہوں اور حکومت کی جو پالیسی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ساری

پولیٹیکل پارٹیزاس بات پر متفق ہونگی کہ کم از کم اس پوائنٹ کے اوپر تو سارے صرف یہاں تک اس کے اوپر ڈسکشن کوئی میٹنگ کوئی، ریزولوشن کی حد تک نہیں، ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، افغان مہاجرین کا، یہاں انوائرونمنٹ ان کی وجہ سے تباہ، لاء اینڈ آرڈر سیچویشن ان کی وجہ سے تباہ، چار چور پکڑے جاتے ہیں، ان میں سے دو افغان مہاجر ہوتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پوائنٹ کے اوپر ہم متفق ہو جائیں کہ اگر ہمیں آرام سے چھوڑا جائے تو یہ ہمارے اوپر ایک رحم ہوگا، ایک کرم ہوگا اور اس کا احساس انٹرنیشنل کمیونٹی کو بھی ہونا چاہیئے کہ بہت ہو چکا ہمارے ساتھ جناب سپیکر! جس طرح نیشنل لیڈر شپ نے جو مظاہرہ کیا، یہ اسمبلی اور ہم سب تقلید کرتے ہیں اور اسی راہ پر چلتے ہیں اور آج میٹنگ کے دوران جس طرح کی Unity کا مظاہرہ کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، ہم متحد ہیں، ہم متفق ہیں، جتنے بھی Challenges ہیں، امن کے حصول کیلئے ہم اپنی فوج کے ساتھ کھڑے ہیں، اپنی آرمی کے ساتھ کھڑے ہیں، ہم ان ساری فورسز کے ساتھ کھڑے ہیں، سوچ کے ساتھ کھڑے ہیں جو امن کی طرف گامزن ہو لیکن یہ اس صوبے، خاص کر اس صوبے کے حوالے سے ساری پولیٹیکل فورسز کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جہاں سے بھی امن کو نقصان ہو اور یہاں پر کھلاڑی اپنا گول تبدیل کرتے رہے ہیں اور میں آج Clearly بتادوں کہ دو پولیس والے نیو یارک کے اندر قتل ہو گئے اور پورا امریکہ رو رہا ہے، یہاں پر بوڑھے بچے خواتین جن کا اگر ہم بھی اسی طرح اکٹھے ہو کر رونا شروع کر دیں تو شاید کوئی ہمیں سنے لیکن یہاں تو جناب سپیکر! بربریت ہے، یہاں پر ظلم ہے، میں دو تین Steps میں اس کو اس طرح وائنڈ اپ کرنا چاہونگا اسلئے میں تھوڑا سا ماضی میں جانا چاہتا ہوں کہ یہ حالات، یہ Suddenly یہ واقعہ نہیں ہوا ہے، تاریخ ان محرکات کو سامنے لاتی کہ جسکے نتیجے میں حالات یہاں تک پہنچے۔ 1980 کی دہائی میں جو کچھ ہوا، آپ کے سامنے ہے اور اس ایریا کے اندر ہمارے اوپر تو ساٹھ ستر لاکھ Refugees آئے اور افغانستان کے اندر ٹوٹل ملا کر کوئی ایک ملین لوگوں نے جان دے دی لیکن جناب سپیکر! Geneva Accord اور Russian withdrawal کے ساتھ کہا گیا کہ اس ریجن میں ہمارا کوئی انٹرسٹ نہیں ہے، Rehabilitation اور Reconstruction due تھی، کسی نے یہاں پر دھیان نہیں دیا، ہمارا کوئی قصور نہیں تھا، پریسلر امنڈمنٹ آئی Aid بند کی گئی، 1990 کے اندر جو کچھ ہوا اور پھر نائن الیون کے بعد

جو کچھ ہوا، ہم مزید Afford نہیں کر سکتے اور میں پولیٹیکل پارٹیز کا سب کا شکر گزار ہوں لیکن چونکہ سب کا مسئلہ ہے، یہ حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ سب کا مسئلہ ہے، قوم کا مسئلہ ہے، پولیٹیکل پارٹیز کا مسئلہ ہے، جو قومی قیادت نے فیصلہ کیا ہے، یہ اسمبلی اور ساری پولیٹیکل پارٹیز ان کے ساتھ ہیں اور جو بھی امن کے حصول میں رکاوٹ بنے، ہم ان کے خلاف ہیں۔ جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سکندر شیر پاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔ ډیره مهربانی جناب سپیکر! چي تاسو ما له دي اهم موضوع باندي د خبري کولو موقع را کړه۔ زما نه مخکښي لیډر آف دی اپوزیشن صاحب هم خبره اوکړه، شاه فرمان خان هم خبري اوکړلي، واقعی ده چي دا داسي واقعه شوي ده چي په تاریخ کښي د دي مثال نه ملاویږی، د دي نه د بدترینی واقعي، د دهشت ګردئ ډیر واقعات تیر شوی دی، ما پخپله هم لیدلی دی او زه ترینه تیر شوے هم یم، هغه حالات، هغه دغه چي دے هغه د بیان نه بهر دی خو چي کله دا واقعه مخامخ راغله نو ما نه ټول هغه چي د کومو واقعاتو نه زه پخپله تیر شوے ووم نو هغه رانه هیر شول۔ جناب سپیکر، عجیبه خبره دا ده دا نوے کال هم شروع شو 2014، دا کال چي دے یو لحاظ سره ډیر عجیبه پاتي شو، چي اوګورو نو د 2014 شروع کښي په 6 جنورئ باندي په هنګو کښي په یو سکول باندي یو واقعه اوشوه او په هغي کښي اعتزاز شهید چي دے هغه قرباني ورکړه او د هغي سکول ماشومان او بچي ئے بچ کړل۔ شروع د سکول نه اوشوه اختتام ئے هم په سکول باندي اوشو۔ جناب سپیکر، د دي مذمتونه ډیر وشو، اوس خبره د مذمت نه وتي ده، دا څه چي وشو دا څه چي کیږی لګیا دی، هر څوک دا تپوس کوی چي تر کله پوري به صورتحال داسي روان وی؟ جناب سپیکر! یو طرف ته که اوګورو نو داسي واقعات کیږی، بل خوا ته که مونږ اوګورو نو د دي واقعاتو په نتیجه کښي دا نن چي کومه Unity رامخامخ شوي ده نو دا هم خوش آئند ده خو جناب سپیکر! زه به د دي فلور نه دا اپیل کوم چي خدائے د کړی چي دا Unity هم داسي قائم پاتي شی او دا فوکس په دي ایشو باندي چي دے دا د هم داسي قائم پاتي شی ځکه چي د دي نه مخکښي هم واقعات اوشی، Condemn ئے هم خلق کړی، مذمت ئے هم

اوکړی خو بیا دوه څلورو ورځي پس هغه څیزونه وروستو پاتي شی۔ اوس زمونږ مشران، سپین ږیری زمونږ میندي خویندي شهیدان شوي، زمونږ قبائل چي دی هغه در په در شو، خبره اوس زمونږ بچو ته راغله جناب سپیکر! اوس کم از کم پکار ده چي په دي شی باندي یو اتفاق کوم مخامخ راغلے دے چي دا قائم پاتي شی۔ زمونږه په اقلیتو باندي حملي اوشوي، څوک هم پاتي نه دی جناب سپیکر! جماتونه نه دی پاتي، حجري نه دی پاتي، جنازي نه دی پاتي، دا اوس وخت دے چي په دي باندي یو Decisive اقدامات اوچتولو ضرورت دے، جناب سپیکر! دا ټول یو طرف ته، Unity هم یو طرف ته خو جناب سپیکر! دي طرف ته به هم ګورو چي یو واقعه وشی، یو حالات وی نو سړے د هغي نه ایزدکړه هم کوی، په هغي کښي ګوری چي یره کوم ځائي کښي کومي غلطئ شوي دی، کوم ځائي کښي کومي کوتاهئ شوي دی او د هغي بیا سړے د مخ نیوی د پاره یو لاره ځان له ټاکی۔ جناب سپیکر! ما وختی د اسمبلئ ریکارډ چیک کولو، په دي تیر کال کښي اووه ځله په لاء اینډ آرډر باندي بحث شوے دے جناب سپیکر! Seven times جناب سپیکر! Seven times، جناب سپیکر! اپوزیشن خو دلته کښي راشی او د مسئلي نشاندهی اوکړی خو چي چا ته عمل کول دی، چي د چا په کورټ کښي بال دے، ریزلټ به هغوی ته ښودل وی، عمل به هغوی ته کول وی۔ اووه ځله خبره اوشوه، تسلی راکړے شوه او د هغي په نتیجه کښي بیا هیڅ اونشو۔جناب سپیکر! اوس کم از کم د دغي شی نه وتل پکار دی، ضرورت د دي دے چي د دي واقعي مونږ صحیح طریقي سره یو Analysis اوکړو، یو انوسټی ګیشن ئے اوکړو، زما خو به دا تاسو ته رائے وی چي د دي هاؤس یو کمیټی هم جوړه کړئ چي هغه هم په دیکښي اوګوری چي کوم ځائي کښي Lapses دی، څو پوري چي مونږ پخپله د خپل مرض تشخیص اونکړو، کوم ځائي کښي د غلطو تشخیص اونکړو نو هغي پوري د هغي بیا حل نه رااوځی جناب سپیکر! که مونږ دي دغه کښي بیا پریوځو چي وایو چي یره دا د فلانی Reason د وجي نه دا کار شوے دے او فلانی Reasonد وجي نه دا کار شوے دے یا ځان له Escape goat ګورو، هغي سره به مسئلي نه حل کیږی جناب سپیکر۔ دلته کښي یوه خبره اوشوه، زه په نن ورځ باندي ډیر اختلاف نه کول غواړم خو صرف دومره

وضاحت دغه کوم چي دلته کښني خبره اوشوه او داسي یوImpression دغه شو چي یره دا هر څه بس د افغان مهاجرین د وجي نه، داسي هم نه ده جناب سپیکر! هغوی هم زمونږ پښتانه ورونړه دی او د دومره مودي نه دلته یو Goodwill زمونږ هم جوړ شوے چي دومره مو هغوی دلته کښني ساتلی دی او یکدم مونږ هره څه په هغوی باندي Blame کول شروع کړو، خپلي کمئ، خپلي کوتاهئ، خپل هغه لحاظ سره کوم Mistakes چي دی، هغه په دي باندي مونږ ځان نه دغه کول شروع کړو چي یره بس دا د هغوی د لاسه، نو جناب سپیکر! په دي به نه کیږی، شروع به د ځان نه کوؤ، شروع به ګورو چي یره په خپل کور کښني چي بهئ په کوم ځائي کښني کوتاهئ شوي دی، کوم ځائي کښني زمونږ نه غلطئ شوي دی، د هغي مونږ مخکښني پیش خیمه اوکړو او بیا د هغي نه پس به بیانور طرف ته دغه کیږو۔ دا تاثر بالکل زه د دي سره Agree کوم نه چي یره دا هر څه بس د افغان مهاجرین د وجي نه دغه کیږی، دا څیز چي دے په هغي باندي دغه کوم جناب سپیکر۔ بیا جناب سپیکر! اوسه پوري که اوګورو، زمونږ په صوبه کښني ډیر واقعات اوشو خو که اوګورو نو انوسټی ګیشن د هغي واقعاتو چي دے وروستو هغه نه کیږی او د هغي د وجي نه مونږ هغي نتیجي ته هم نه رسو، دغه ته هم نه رسو، یو ځائي کښني یوه واقعه کیږی، فرض کړه مونږ دا د آرمی پبلک سکول د دي واقعي دغه مثال واخلو نو جناب سپیکر! دا صرف هغه خلق نه دی چي راغلل او دا واقعه ئے اوکړه، د هغوی په شا هم څوک دی، د هغوی Facilitators هم څوک دی، د هغوی نیټ ورک به هم موجود وی چي چا راوستی دی، چا دغه کړی دی، جناب سپیکر! د هغوی خلاف هم دغه کول غواړی۔ څو پوري چي مونږ د هغي نیټ ورکس خلاف لاړ نشو، مونږ هغه Facilitators خلاف لاړ نشو نو دا مسئله هم داسي به بیا پاتي کیږی۔ نن هغوی دلته کښني وو، سبا به هغوی خدائے مه کړه بل ښار ته لاړ شی، هلته کښني به دا دغه کوی، په دي شی باندي فوکس او دغه پکار دے چي دي طرف ته مونږ توجه ورکړو۔ ورسره ورسره جناب سپیکر! دا به هم ګورو چي زمونږ Law Enforcing Agencies، زمونږ سیکورټی فورسز ډیري قربانئ هم ورکړي خو جناب سپیکر! دا به هم مونږ ګورو چي د هغوی مورال هم Low شوے دے او څو پوري چي مونږ د هغوی مورال اوچتولو کوشش

اونکړو نو د دي مسئلي حل به نه رااوځی، دغي طرف ته هم توجه ورکول ډیر لازم دی او ورسره ورسره جناب سپیکر! د فاټا دا مسئله چي ده په دي باندي هم اوس د یو Decision ضرورت پکار دے، نور دا نه شی کیدے چي په یو ملک کښي دوه قانونه وی، یو شهری ته مونږ وایو چي ستا د دي حد پوري حق شته او بل ته وایو چي نه کلاس اے سیټیزن یي او ستا پوره حق شته، په دي باندي هم جناب سپیکر! د فیصلي ضرورت دے او څو پوري چي دا فیصله پکښي نه وی شوي، د دي مسئلو هغه شان حل نه رااوځی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! شاه فرمان خان دلته کښي خبره اوکړه او هغه خبره به زه لګه مخکښي بوځم، دوئ اووئیل چي یره مونږ عالمی طاقتونو ته وایو چي بس دے زمونږ د صبر پیمانه لبریز شوي ده، زه عالمی طاقتونو ته هم دا وئیل غواړم جناب سپیکر! او په پاکستان کښي دننه طاقتونو ته هم وئیل غواړم چي بس دے د پښتنو په دي خاوروه باندي نور دا لوبي مونږ نشو برداشت کولي، (تالیاں) زمونږ وینه ډیره تویئ شوه، بس دے اوس نور مونږ په دي خپله خاوره باندي امن غواړو او د هغي د پاره که بیا ضرورت وی نو بیا به مونږه راپاڅو به هم جناب سپیکر! ځکه چي دا په دي باندي نه کیږی چي بس راځئ او یو ځائي به شو او دلته کښي به مذمتونو کوؤ، یا دیکښي به References اوکړو او بس بیا به خبره، بیا Back to square one، اوس Back to square one والا دغه نشته۔ جناب سپیکر! د دي اجلاس په وساطت، د دي هاؤس په وساطت، د دي نن ورځ په وساطت زه به دا هم د ټول ملک مرکزی لیډر شپ ته دا خواست کوم چي اوس دا فوکس چي دے دا په دي ایشو باندي پکار دے، لاء اینډ آرډر، امن و امان Terrorism، دا زمونږ نمبر ون ایشو ده او پکار ده چي مونږ د دا اوګنړو چي دا زمونږ نمبر ون ایشو ده، نور ایشوز چي دی They are secondary, this is number one and this needs to be addressed جناب سپیکر! او دا به مي هم خواست وی چي صرف په دي دغه باندي دا نه چي بس مونږ یو ځان له ماحول د جوړ کړو او دغه د کړو، چي په کوم ځائي کښي کوتاهئ دی، کوم ځائي کښي غلطئ دی، هغي طرف ته د توجه ورکول ضرورت دے جناب سپیکر! ګني نو ګوري بیا هسي نه چي میاشت نیمه پس بیا مونږه دلته کښي ناست یو او بیا د افسوس اظهار کوؤ،

دوه میاشتي پس بیا ناست یو او بیا د افسوس اظهار کوؤ، نو جناب سپیکر! بیا د هغي نه به څه خبره نه جوړیږی، نور د خلقو هم اوس چي دے د هغوی د صبر پیمانه چي ده هغه لبریز شوي ده۔ ډیره مهربانی، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میری تمام معزز اراکین اسمبلی سے درخواست ہے چي څو پوري اجلاس نه وی ختم شوے، تاسو ټول دلته کبني یئ ځکه چي دا نن ډیر اهمه ورځ ده، دا مونږ ټول خپلو خلقو ته یو Message ورکوؤ، دا مهربانی به وی چي څو پوري دا ډیبیټ نه وی ختم شوے نو مهربانی به اوکړو چي بنه دغه سره تسلئ سره به نن دا ټول ډسکشن کوؤ ځکه چي مونږ قوم ته یو Message ورکوؤ چي ټوله اسمبلی چي ده نو په دي ایشو باندي څومره سنجیده۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ {(سینیئر وزیر(بلدیات)}: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: عنایت خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات): بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ آپ نے موقع دیا، 16 دسمبر کا دن ہماری تاریخ کا انتہائی منحوس اور بد ترین دن ہے، اسی روز 1971ء کو پاکستان ٹوٹا اور 16 دسمبر 2014ء کو ہی آرمی پبلک سکول کے اوپر حملہ ہوا اور ہمارے معصوم بچوں کو، پھول جیسے بچوں کو سفاکانہ طور پر قتل کر دیا گیا، ان کو شہید کر دیا گیا۔ اس واقعے نے پوری قوم کو ہلا کے رکھ دیا اور اس کے نتیجے میں اگلے روز پوری سیاسی قیادت مل کے پشاور میں، گورنر ہاؤس میں بیٹھ گئی اور تمام پولیٹکل لیڈرشپ نے اپنے سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر قومی ایجنڈے کے اوپر اور اس اہم قومی ایشو کے اوپر سر جوڑ کے گفتگو کی، فوجی قیادت بھی ساتھ رہی اور اس روز یقیناً ہم نے قومی یگانگت اور قومی یکجہتی کا مظاہرہ کیا۔ یہ واقعہ بڑا اندوہناک تھا، بڑا Tragic تھا لیکن قرآنی آیت کے مصداق 'عَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ' آپ کسی چیز کو ایسی نظر سے دیکھیں گے، وہ آپ کو بری نظر آئے گی لیکن اس سے خیر نکلے گی۔ بظاہر اس واقعے سے اس روز یہ خیر نکلی کہ پوری قوم ایک پلیٹ فارم پہ اکٹھا ہو گئی اور اس کے نتیجے میں ایک National Consensus develop ہو گیا۔ جناب سپیکر! پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے انتہائی نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، اس وقت ہمارے اس ملک کے اندر بھی آگ لگی ہوئی ہے، آگ و خون کی بارش ہے، دھماکے ہیں، ہم لاشیں اٹھا رہے ہیں، جنازے اٹھا رہے ہیں، ہر آنکھ اشکبار ہے اور سرحد

کے اس پار بھی ستر ممالک کی افواج آئی ہوئی ہیں، وہاں بھی ایک جنگ جاری ہے اور جس طرح شاہ فرمان نے کہا ہمارا یہ ریجن، ہمارا یہ خطہ اور خصوصاً یہ خیبر پختونخوا اور پشاور میدان جنگ بنا ہوا ہے جو بین الاقوامی جنگ ہے، اس کیلئے ہمارے بچے ایندھن کے طور پر کام آ رہے ہیں، ہم اس کیلئے ایندھن فراہم کر رہے ہیں۔ اس وقت اس ملک کے اندر بدامنی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ لوگ یعنی بین الاقوامی برداری کے اندر کسی کا یہ خیال ہو کہ پاکستان اسی طرح Destabilize رہے گا تو یہ میسج ان کو جانا چاہیئے کہ اگر پاکستان Destabilize رہے گا تو پوری دنیا Destabilize رہے گی، پاکستان کا استحکام پوری دنیا کا استحکام ہے اور پاکستان کے اندر امن پوری دنیا کے اندر امن کے مترادف ہوگا، اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو Destabilize کرنا یہ بہت بڑا واقعہ ہوگا، اٹھارہ کروڑ لوگوں کو Destabilize کرنا اس سے پوری دنیا کے اندر، پوری دنیا کا امن جو ہے وہ تلپٹ ہو جائے گا، پاکستان کا امن پوری دنیا کیلئے Important ہے۔ اس واقعے کے نتیجے میں ہمیں چیزوں کو Re-visit کرنے کا ایک موقع ملا ہے، معاملات کو نئے سرے سے دیکھنے کا ایک موقع ہمیں ملا ہے، قومی قیادت بیٹھی ہے، اس پہ ڈسکشن ہوئی ہے، اس پہ گفتگو ہوئی ہے، ہمارے اپنے سیاسی نظریات ہیں، ہمارے ملک کے اندر ایک Polarized society ہے، ہماری یہ سوسائٹی Polarized society ہے، فرقوں کے اندر بٹی ہوئی سوسائٹی ہے، نسلی بنیاد پہ بٹی ہوئی سوسائٹی ہے، Political Division ہے، Right اور Left اور سیکولر اور Religious کی Division ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع ہے کہ ہم ان سارے اختلافات کو ایک طرف رکھیں اور اس ملک کی سیکورٹی اور اس کا امن اور اس کا استحکام ہی Number one priority بنے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ہماری قومی لیڈرشپ کی میٹنگ کے نتیجے میں Create ہوئی ہے، وہ یہی ہے اور اس کا Trickle Spirit down effect جانا چاہیئے اور اب یہ میسج عوام کے اندر Communicate ہونا چاہیئے کہ پوری قوم ایک ہو کر بات کرے، ایک قوم کے طور پہ بات کرے اور ہم کوشش کریں کہ ہم اپنی نجی گفتگو میں اور ہم اپنی اجتماعی مجالس کے اندر اختلافی باتوں سے گریز کریں کیونکہ اس وقت یہ ملک ایک Critical حالات سے گزر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو Re-visit کریں، وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی کو قومی امنگوں کے مطابق کریں، وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے ملک کے اندر جو

اندرونی داخلی سیکورٹی کی پالیسی ہے، نیشنل سیکورٹی کی پالیسی ہے، اس کو Re-visit کریں اور اس پر National Consensus develop کریں اور جو قومی ایکشن پلان ترتیب دے رہے ہیں، اس قومی ایکشن پلان کے اندر یکسوئی ہو۔ میں اس موقع پر یہ کہنا چاہونگا کہ جب ہم 2002ء میں ایم ایم اے کے اندر Coalition کے طور پر ہم حکومت میں تھے، اس وقت پرائم منسٹر نے آکر ہماری صوبائی کیبنٹ کے ساتھ Introductory meetings کیں، اس کی دو دو میٹنگز چیئر کیں، مجھے یاد ہے شوکت عزیز نے ہماری کیبنٹ کی میٹنگ چیئر کی، ہماری اس کیبنٹ کی میٹنگ ظفر اللہ خان جمالی نے چیئر کی، ہماری کیبنٹ کی میٹنگ چودھری شجاعت نے چیئر کی، جو دو مہینے کیلئے پرائم منسٹر بنے تھے، اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا Input لینے کیلئے، ہماری مشکلات اور مسائل سننے کیلئے قومی قیادت، جس طرح ہماری نیشنل لیڈرشپ اور ہماری پروانشل لیڈرشپ وہاں ان کے ساتھ بیٹھی ہے تو ہماری کیبنٹ کا بھی Input لیا جائے، پرائم منسٹر صاحب آکر صوبائی کیبنٹ کی بھی ایک میٹنگ چیئر کریں، ہمارے بھی مسائل سنیں، ہماری بھی مشکلات سنیں، ہمارا بھی Input سنیں اور اسے اس نیشنل سیکورٹی پالیسی کے اندر Incorporate کریں، ہم مطالبہ کر رہے ہیں اور فلور آف دی ہاؤس یہ مطالبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت جو ہماری ایف سی ہے جو کہ سیٹلڈ اور ٹرائیبل ایریا کے اندر جو بارڈر ہے، درمیان میں جو بارڈر ہے، اس بارڈر کو Secure کرنے کیلئے بنی تھی، اب وہ اپنے اس پرائمری مقصد کیلئے، بنیادی مقصد کیلئے استعمال نہیں ہو رہی ہے، وہ سندھ، بلوچستان اور اسلام آباد کے اندر ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ اس کو وہاں سے Withdraw کریں لیکن اس کے بدلے ہمیں یہ مزید فورس دیں، ہمیں پیسے دے دیں۔ یہ پشاور جو ہے، ہم Genuinely feel کرتے ہیں کہ Peshawar is bleeding for the last thirty years, Peshawar has been destroyed for the last thirty years، پشاور کا انگ انگ زخمی ہے اور اس کے ہر کوچے کے اندر خون بہہ رہا ہے، اسلئے کہ پشاور کو Destroy کیا گیا ہے۔ ہم بجا طور پہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پاکستان اور پوری انٹرنیشنل کمیونٹی اس پشاور کی اور خیبر پختونخوا کی مقروض ہے، یہ فرنٹ لائن صوبہ ہے اور ہم یہ ساری چیزیں برداشت کر رہے ہیں، تو ہم یہ بات کرنا چاہیں گے کہ ہمیں وہ حق دیا جائے، ہمیں وہ پیکج دیا جائے، وہ مالی ریسورسز دیئے جائیں کہ جس کے نتیجے میں ہم اس پشاور کو Rebuilt اور Reconstruct کر سکیں، ہم اپنی سیکورٹی کو Strengthen کر سکیں، ہم اپنی سیکورٹی فورسز کی Capacity کو Build کر سکیں، اس

ایوان کے تھرو، اس ہاؤس کے تھرو، اس ڈیبیٹ کے تھرو ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب! مولانا لطف الرحمان صاحب نے اشارہ کیا اور میں ان کے جذبات کو شیئر کرتا ہوں کہ اس وقت مدارس کے اندر ایک Feeling develop ہو رہی ہے کہ ان کو Encircle کیا جا رہا ہے اور اس واقعے کی آڑ میں مدارس کے خلاف A crackdown is in the offing, is around the corner، یہ ایک Feeling ہے، میں اسمبلی کے تھرو اسلئے یہ بات لانا چاہتا ہوں، میڈیا کے دوست بھی تشریف رکھتے ہیں کہ ان مدارس نے بیس لاکھ بچوں کو ہاؤس کیا ہوا ہے، ان کو Lodging دے رہے ہیں، ان کو Diet دے رہے ہیں، ان کو تعلیم دے رہے ہیں، آپکا یہ ملک Already اپنے دو کروڑ پچاس لاکھ بچوں کو تعلیم نہیں دے پا رہا ہے، دو کروڑ پچاس لاکھ سے اوپر بچے آؤٹ آف سکول ہیں اور اس صوبے کے اندر ہماری تمام کوششوں کے باوجود تیس لاکھ بچے سکولوں کے اندر ہیں اور ستائیس لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں، اسلئے مدارس کے اندر تو بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے، میرا خیال ہے اور میری یہ Feelings ہیں اور میں اس اسمبلی کے فلور سے یہ بھی شیئر کرنا چاہتا ہوں کہ مدارس کو Encircle نہ کیا جائے اور مدارس کو بالکل Main Stream کیا جائے، ہمیں اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے، مدارس کے اندر اگر Proofs کے ساتھ کوئی غلط چیز آپ کو نظر آ رہی ہے، لیکن مدارس کو Single out نہ کریں، یہ ساری چیزیں سکول کے لوگ، سکولوں سے فارغ لوگ بھی Militancy کے اندر ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ بھی شریک ہیں، ان کو Single out نہ کیا جائے جناب سپیکر صاحب، ہمارا یہ صوبہ Suffer، جس طرح میں نے کہا، بہت زیادہ یہ صوبہ Suffer ہوا ہے اور ہماری سیکورٹی فورسز Suffer ہوئی ہیں، اس صوبے کے اندر پولیس فورس جو ہے، اس نے قربانیاں دی ہیں، ان کے اوپر خودکش حملے ہوئے ہیں، ان کے تھانوں کے اوپر حملے ہوئے ہیں، اس صوبے کے اندر ہماری آرمی کے جوانوں نے قربانیاں دی ہیں، ہم ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس واقعے کے نتیجے میں جو فضاء Create ہو گئی ہے، اب یہ موقع آ گیا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم مستقبل کیلئے کوئی Concrete لائحہ عمل طے کر سکیں، کوئی Road map بنا سکیں اور اپنے مستقبل کی نسلوں کو محفوظ کر سکیں، ایک ایسا پاکستان بنا سکیں کہ جس میں بیروزگاری نہ ہو، جس میں غربت نہ ہو، جس میں بدامنی نہ ہو، ایک اسلامی پاکستان، خوشحال پاکستان، اسلامی فلاحی

پاکستان کی تعمیر کیلئے ہم سب اکٹھے ہوں جس کے اوپر ہم نے اپنے دستور کے اندر اتفاق کر لیا ہے۔اس ملک کو، یہ ملک کیسا ہو گا، کیسے چلایا جائے گا؟ اس کیلئے بنیادی خدوخال ہم نے 1949 میں قرارداد مقاصد پاس کر کے طے کئے ہیں، اسی قرارداد مقاصد کی روشنی میں ہم نئے پاکستان اور ایک خوشحال پاکستان، اسلامی فلاحی پاکستان، مستحکم پاکستان اور پرامن پاکستان کیلئے اکٹھے مل کر جدوجہد کریں اور اس اسمبلی کے سیشن کا اور اس Gathering کا اور اس ڈیبیٹ کا ہم Jointly یہی میسج دینا چاہتے ہیں۔ میں آپ کا بہت زیادہ مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جی۔ جناب اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ ایک واقعہ 16 دسمبر کو سقوط ڈھاکہ کی شکل میں ہوا جسے قوم آج تک نہیں بھلا سکی اور 16 دسمبر 2014ء کو آرمی پبلک سکول میں جس طرح ظلم اور بربریت کی انتہاء کی گئی، اسے بھی پاکستانی قوم ہمیشہ ہمیشہ نہیں بھلا سکتی۔ جناب سپیکر صاحب! اس واقعے میں پھول جیسے بچوں کو ان کی کتابوں سمیت خون میں نہلایا گیا اور یہ واقعہ تاریخ کی ایک مثال، تاریخ کی ایک مثال بنے گا، اس میں پوری قوم، جس طرح ان بچوں کے والدین، ان کے بھائی ان کی بہنیں دکھ محسوس کر رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی پوری قوم اس دکھ میں ان کے ساتھ برابر کی شریک ہے اور میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں، شہید بچوں کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ نے بات کی، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ آج پاکستانی قوم کو اتحاد اور یکجہتی کی، ان شہید بچوں نے جس طرح قوم کو بنا دیا یہ بھی پاکستان کی ایک مثال ہے کہ آج پاکستان کے تمام سیاسی رہنماؤں نے اپنے تمام تر اختلافات بھلا کر اس واقعے کے بعد وہ اس دہشتگردی کے خلاف جس طرح پوری سیاسی قیادت اکٹھی ہو گئی ہے، مرکز کی سطح پر، صوبے کی سطح پر، ہم اس صوبائی اسمبلی سے بھی یہ میسج دینا چاہتے ہیں کہ جس طرح پاکستان کی مرکزی قیادت اس دہشت گردی کے خلاف اکٹھی ہو گئی ہے، خیبر پختونخوا کی بھی تمام سیاسی جماعتیں دہشت گردی کے خلاف ان شاءاللہ اکٹھی ہیں اور جو پیغام اس وقت ملک کی یکجہتی، اس قوم کی یکجہتی، سیاستدانوں کی یکجہتی نے جو پیغام دیا ہے، جو حوصلہ اس قوم کو اس یکجہتی کی وجہ سے ملا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر صاحب! اس وقت ان شاءاللہ میں پر امید

ہوں اور میں امید سے کہتا ہوں کہ یہ دہشت گرد ان شاءاللہ اس کے بعد ان کو کوئی ایسا اقدام اٹھانے کی جرات نہیں ہوگی جس طرح سے انہوں نے پوری قوم کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! یہ پاکستان میں پہلی مرتبہ ہوا کہ حکومت اور اس کی اتحادی جماعتیں، اپوزیشن اور اس کی اتحادی جماعتیں اس وقت ایک Page پر ہیں اور پاکستان آرمی اور تمام سیکورٹی فورسز کی پشت پہ کھڑی ہیں اور دہشت گردوں کو عبرت کا نشانہ بنانے کیلئے ہر کوئی تیار ہے لیکن میں درخواست کروں گا تمام سیاسی جماعتوں سے، مرکزی لیول پر بھی، صوبائی لیول پر بھی کہ جس طرح یہ بات کہی جا رہی ہے کہ کمیٹیوں تک محدود ہوگا اور عارضی طور پر یہ اتحاد ہوگا، میں درخواست کرتا ہوں تمام سیاسی رہنماؤں سے کہ یہ اتحاد دنوں کا نہیں ہونا چاہیئے، مہینوں کا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس وقت تک یہ اتحاد قائم رہنا چاہیئے جب تک ان دہشت گردوں کا عملی طور پر صفایا نہیں ہو جاتا اور جس طرح یہ عہد اس سے پہلے مرکزی قیادت کر چکی ہے، ہماری عسکری قیادت کر چکی ہے کہ آخری دہشت گرد تک ان کا مقابلہ کرینگے اور ان کا پیچھا کرینگے جناب سپیکر صاحب! اس میں کوئی شک نہیں کہ خیبر پختونخوا اس دہشتگردی کی آگ میں بہت زیادہ متاثر ہوا، اس میں سول سوسائٹی کو آپ دیکھ لیں، وکلاء کو آپ دیکھ لیں، تاجر برادری کو دیکھ لیں، علماء کرام کو اور سیاستدان بھی اس میں شہید ہوئے اور بچے بھی شہید ہوئے اور عورتیں شہید ہوئیں اور بہت زیادہ نقصان خیبر پختونخوا کا ہوا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس واقعہ کے بعد کراچی سے، کشمیر سے، سندھ سے، بلوچستان سے جس طرح اس دکھ کو محسوس کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے سے پاکستانیوں کا ایک قوم بن جانا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج ہم اکٹھے ہو کر ان بدمعاشوں کا، ان ظالموں کا ڈٹ کر مقابلہ کرینگے اور مجھے اس بات پہ بھی، الحمدللہ میں اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج چونکہ جس طرح 'ضرب عضب' کامیابی سے جاری ہے، پاکستان آرمی نے 'ضرب عضب' شروع کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی کامیاب کرے تاکہ جو امن اس ملک کو دینے کی سب سے زیادہ ذمہ داری، تمام ممبران اسمبلی کے اوپر میں سمجھتا ہوں، حکومت پہ بھی عائد ہوتی ہے اور تمام ممبران اسمبلی کے اوپر بھی عائد ہوتی ہے، ہم حکومت کے ساتھ اس ایشو کے اوپر من و عن حکومت کے ساتھ ہیں اور جو بھی تعاون ہم سے ہو سکا، ہم ان شاءاللہ اپنا تعاون ان کے ساتھ جاری رکھیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں مل کر دہشت گردوں کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے

فرمان کے مطابق، انہوں نے یہ ہدایت کی تھی اپنی امت کو اور صحابہؓ کرام جب جنگ میں جاتے تھے تو وہ ﷺ انہیں ہدایت کرتے تھے کہ بچوں کو، عورتوں کو اور بزرگوں کو نہ مارا جائے اور انہیں اپنی امان میں رکھا جائے تو یہ جو لوگ جناب سپیکر صاحب! اسے شریعت محمدی نافذ کرنے کے نام سے جو اپنے اس شغل میں مشغول ہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا نبی پاک ﷺ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ آپ بچوں کو قتل کریں، آپ عورتوں کو قتل کریں اور آپ بزرگوں کا خیال نہ رکھیں؟ کہاں ہے آپ کی شریعت، کیا شریعت یہ درس دیتی ہے؟ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نام نہاد، نہ تو یہ مسلمان ہیں اور نہ ہی یہ انسان ہیں جنہوں نے پشاور، ہمارے آرمی پبلک سکول میں ان بچوں کو شہید کیا اور میں ان بچوں، جو زخمی بچے ہیں چونکہ ان کا مقصد پاکستانی قوم کے حوصلے پست کرنا تھا لیکن جب میں نے ان بچوں کے انٹرویو ٹی وی چینلز کے اوپر سنے، جو زخمی بچے تھے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ٹھیک ہو جائیں تو ہم ان کا مقابلہ کرینگے اور ہم ان کو مارینگے، تو ان کے حوصلے دیکھ کر پوری قوم کے حوصلے بلند ہوئے، تو جناب سپیکر صاحب! ہم سب ان شاءاللہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرینگے اور ان کا مقابلہ کرینگے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب شہرام خان۔

جناب شہرام خان {(سینیئر وزیر (صحت)}: شکریہ جناب سپیکر۔ سانحہ پشاور کے حوالے سے سارے پارلیمانی لیڈرز نے جس طرح بات کی، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، جتنا افسوس کیا جائے، وہ کم ہے اور یہ تکلیف جو آج پشاور کے اوپر، صرف ان خاندانوں کے اوپر ہی نہیں ہے، نہ صرف پشاور اور خیبر پختونخوا کے لوگوں پر اور نہ ہی پاکستان کی حکومت اور پاکستانیوں پر ہے بلکہ پوری انسانیت، پوری دنیا میں اس بات پہ افسوس کیا گیا ہے اور یہ درد ہر جگہ محسوس کیا گیا ہے اور اگر سوچا جائے تو ہر بندہ اندر ہی اندر، افسوس کے مارے اس کا برا حال ہے۔ میں خود 16 دسمبر کو جب یہ واقعہ ہوا جناب سپیکر! اور میں ہاسپٹل گیا، وہاں پہ جب بچوں کو لایا گیا، جس طریقے سے لایا گیا اس کو الفاظ میں بیان کرنا واقعی مشکل کام ہے اور اس حد تک کہ جب دیکھنے سے، کیونکہ میرا وہاں پہ صرف مانیٹرنگ کرنا تھا، دیکھنا تھا کہ ان کو صحت کی سہولیات صحیح طریقے سے Provide ہو رہی ہیں کہ نہیں؟ دو تین گھنٹے کے بعد مجھ سے دیکھا نہ گیا اور یہی اس ہاؤس میں جتنے بھی ممبرز ہیں یا باہر سے جتنے آئے، ان سب میں برداشت کا وہ مادہ ختم ہو گیا تھا، وہ ان کو دیکھ نہیں پا رہے

تھے اور وہاں پہ جو ڈاکٹرز، جونر سز، پیرامیڈیکس، سیکورٹی فورسز ان کے کام کو میں خراج تحسین بھی سب کو پیش کرنا چاہتا ہوں، جس طریقے سے انہوں نے کام کیا، ان بچوں کا خیال رکھا لیکن یہ بات بھلائے نہیں بھولتی جو 16 دسمبر کو ہوا، کیوں ہوا؟ اس کیلئے آج سارے اکٹھے ہیں، کیسے ہوا؟ وہ سب نے دیکھا لیکن آج ضرورت اس بات کی ہے جناب سپیکر! کہ جس طرح سارے ممبران نے کہا کہ ہم افسوس کر رہے ہیں اور کب سے کر رہے ہیں، شاید جب پہلی دفعہ لوگ شہید کئے گئے تو اس وقت ہی ہم اس طرح Unite ہوتے جس طرح آج ہیں تو شاید اس طرح یہ واقعہ نہ ہوتا جو 16 دسمبر کو ہوا، شاید ہم پہلے ہی اتفاق کر گئے ہوتے لیکن چلیں دیر آید درست آید، اگر آج بھی ہم حقیقی معنوں میں اتفاق کر جائیں جو ہم کر چکے الحمدللہ اور اپنی فورسز کے ساتھ کھڑے ہو جائیں کیونکہ آج جو بات ہے، وہ بالکل واضح ہے، ایک لائن ہے اور واضح ہے کہ آپ لائن کے اس سائڈ پہ ہیں یا اس سائڈ پہ، آپ پاکستانیوں کے ساتھ ہیں، پاکستان کے ساتھ ہیں، پاکستان کے امن کے ساتھ ہیں یا آپ لائن کی دوسری سائڈ پہ ہیں اور پاکستان کو تباہ کرنے والوں کے ساتھ ہیں، آج ہمیں اندر ہی، باہر سے تو ہم گلہ نہیں کرتے اور کیا گلہ کرینگے، ہمیں آپس میں یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم لائن کی کونسی طرف کھڑے ہیں اور آج یہ اتفاق کرنا کیونکہ ہماری آنے والی نسلیں اور ہماری موجودہ نسلیں ہم سے یہی سوال کر رہی ہیں اور کرینگی کہ آپ کو جب اختیار ملا، آپ کو جب اختیار ملا، آپ نے ہماری بہتری کیلئے کیا کیا، آپ پاکستان کو کس طرف لے کر گئے، کیا فیصلے آپ نے کئے؟ اپنی ذاتیات سے، اپنی سیاست سے، اپنے عہدوں سے، ان ساری چیزوں سے جناب سپیکر! باہر نکلنا ہو گا اور صرف اور صرف پاکستان کا اور پاکستان کے امن کیلئے سوچنا ہو گا۔ جس طرح سارے ممبران نے تجاویز بھی دیں، تھوڑے بہت اشارے بھی کئے، بہر حال حقائق بالکل سامنے ہیں جناب سپیکر! میرے نزدیک دو چیزیں بہت ضروری ہیں، ایک تو یہ کہ Resources کے بغیر یہ جنگ نہیں ہو سکتی، نہ جیتی جا سکتی ہے، جس طرح عنایت خان صاحب نے فرمایا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کو، یہاں کی پولیس کو Resources دی جائیں، ان کو Empower کیا جائے، ان کو وہ ساری سہولیات دی جائیں کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں وہ استعمال ہونی والی چیزیں ہیں، ان میں سب سے بڑی چیز SIM Locator ہے جو خیبر پختونخوا کی پولیس کی ضرورت ہے، ہمیں سب سے پہلے اس کی اجازت دی جائے، وفاقی حکومت ہمیں اس کی اجازت دے تاکہ یہاں کی پولیس

وہ لے سکے اور وہاں پر Intelligence gather کر سکے۔ اگر وہ نہیں ہو گا تو Incident تو ہو جاتا ہے لیکن Proactively کام کرنا ہو گا، تبھی جا کر ہم اس پر قابو پا سکیں گے۔ اگر Proactive نہیں ہونگے تو واقعہ ہونے کے بعد آپ Investigation کرینگے، آپ کہاں پر پہنچیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح عنایت خان صاحب نے فرمایا کہ ہماری ایف سی ہے، وہ ہمیں دی جائے، ہمارا حق ہے، کسی سے ہم کوئی ایکسٹرا نہیں مانگ رہے ہیں، اور اس بارڈر کو Secure کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ فنانسز کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا، لہذا اگر حکومت، خیبر پختونخوا کی حکومت، یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے Resources مانگ رہی ہے، ان کو دینی چاہئیں اور یہ جو واقعہ ہوا ہے اور اس میں جو ملوث ہیں، ان کو فنانسز کہاں سے آتے ہیں، کس طریقے سے یہ React کرتے ہیں، پلان کرتے ہیں؟ اس تک پہنچنے کی ضرورت ہے اور اس کو روکنے کی ضرورت ہے جناب سپیکر! تبھی جا کر اس مسئلے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جہاں تک ان بچوں کی بات ہے، ان شہداء کی بات ہے، میں اپنی بات ختم کرتا ہوں لیکن یہ آخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ انگریزی کی ایک کہاوت ہے، اردو میں اس کا مطلب تھوڑا بہت اس طرح ہے کہ عمر کے حساب سے اور قد کے حساب سے اگر یہ تابوت، یہ شہداء کے تابوت اگر اٹھانے ہیں تو شاید یہ بڑے ہوں لیکن ان بچوں کے تابوت اٹھانے میں ان کا وزن سب سے زیادہ تھا جو یہ قوم نہیں اٹھا سکتی تھی اس دن، اسی وجہ سے آج ہم اکٹھے ہیں اور جب ہمارے بچوں کی بات آتی ہے، دنیا کی تاریخ اٹھا کے دیکھ لیں، کسی جنگ میں، کسی کی بھی جنگ ہو، کبھی بچوں کو اور خواتین کو، بوڑھوں کو نشانہ نہیں بنایا گیا، یہاں پر بنایا جا رہا ہے، لہذا Serious thoughts کی ضرورت ہے اور ہم ممبر بن گئے ہیں، یہاں پر آ کر بیٹھ گئے لیکن ہم پر ایک Responsibility ہے، ہم نے حلف اٹھایا ہے، ہمارا ایمان ہمارا مذہب ہمیں یہ کہتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو جواب دہ ہیں اور ہم ان کے امن کیلئے اور ان کی بہتری کیلئے یہاں پر فیصلے کرینگے اور مشکل فیصلے کرینگے، ذات سے بالاتر ہو کر، تو اس کیلئے محنت کی ضرورت ہے، پاکستان کی حفاظت، پاکستان کی آنے والی نسلوں کیلئے ایک بہتر پاکستان دینا، یہ ہم سب پر لازم ہے اور اسی وجہ سے ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس حق کو نبھانا، پورے طریقے سے نبھانا آج اس کا صحیح ٹائم ہے اور اس کو بیچ میں نہ چھوڑا جائے۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو، جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب! میرے کافی دوستوں اور Colleagues نے اس پر بات کی، تفصیلی بات کی، سب سے پہلے تو میں ان ماؤں کو اور ان خاندانوں کو، میں ان کے حوصلے کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ پورے ایوان، پوری قوم، بلکہ پوری دنیا کے اکثر ممالک اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ سپیکر صاحب! آج نہ صرف پورے پختونخوا، نہ صرف پورے پاکستان بلکہ پوری دنیا کی نظریں اس ایوان پر لگی ہوئی ہیں کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں، اپنی مستقبل کی آنے والی نسلوں کو ہم کیا میسج دینا چاہتے ہیں، دنیا کو ہم کیا میسج دینا چاہتے ہیں؟ اور جناب سپیکر! آج وہ مائیں ہم سے پوچھتی ہیں، اس ایوان میں بیٹھے ہوئے دو کروڑ ڈھائی کروڑ عوامی نمائندوں سے کہ میرا بچہ کدھر گیا اور کیوں گیا؟ جناب سپیکر! ان کے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں اور جو ظلم اور بربریت یہاں پر ہم نے دیکھی، جو تاریخ رقم ہوئی، یہ تو جناب سپیکر! جس کو جنگل کا قانون کہتے ہیں، جنگل کے قانون میں بھی اس طرح نہیں ہوتا، بچوں کے ساتھ، جنگلی درندے بھی اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کرتے۔ تو ہم پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر! مذمتوں سے کام نہیں چلے گا، Enough is enough، جس طرح کہ میرے بھائیوں نے اس پر بات کی، ہمیں ابھی کھل کر اس چیز کے خلاف جس طرح ابھی ایک Page پر ہیں اور پوری قوم متفق ہے، یہی ہم سے قوم تقاضا کرتی ہے کہ ہم باہمی اتفاق و اتحاد اور اسی یگانگت و اتحاد کے ساتھ اس ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے اور اس کو ختم کرنے کیلئے ہم یکجان ہو کر اور اکٹھے ہو کر ہم اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ جناب سپیکر! یقیناً مجھے تسلی ہے اور تسلی اس چیز پر ہے کہ ہمارے اکابرین جو تیس سال سے چیختے رہے کہ یہ ناسور ہے اور اس ناسور کو ختم کرنا ہے اور یہ سانپ آستین کا سانپ ہے، یہ آخر میں آپ کو کاٹے گا تو کہا جاتا تھا کہ یہ ہندو کا ایجنٹ ہے، یہ پاکستان کا دشمن ہے، یہ فلاں ایجنٹ ہے، آج مجھے خوشی ہے کہ پوری پاکستانی قوم اس پالیسی پر آئی ہے جس کا ہم تیس سال پہلے شور مچاتے رہے اور ایوانوں میں بھی اور جلسوں میں بھی اور میڈیا پر بھی، سپیکر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ " د خپلي خاوريد ناموس او د عزت د پاره مونږ هغه قرضونه هم ادا کړل چي را پوري نه وو" اور کسی نے اس کا اردو میں بہت اچھا ترجمہ بھی کیا ہے:

اس مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے　　وہ قرض اتارے ہیں کہ واجب بھی نہ تھے۔

میرے خیال میں اب ہم میں وہ سکت نہیں رہی جناب سپیکر! اس آزمائش میں ہم دعا کرتے ہیں اور اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں مزید ان آزمائشوں میں نہ ڈال، لیکن ہمیں خود بھی اٹھ کے کھڑے ہونا ہوگا کہ ہم اس ناسور کو کس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں؟ جناب سپیکر! بڑی خوشی کی بات ہے کہ تمام سیاسی قوتیں اس ایک پوائنٹ ایجنڈے پر آئی ہیں اور خاص طور پر اس صوبے کی جتنی بھی سیاسی قوتیں ہیں اور میں تو کہونگا کہ اس ایوان کی سب سے بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ایک Page پر ہوں اور ہم حقیقت کو حقیقت کہیں کیونکہ پھر وہی چیز ہوگی، اگر اس کو بھی اسی طریقے سے نہیں لینگے تو پھر وہی ہوگا کہ ہم پھر اس قیادت سے پوچھیں گے کہ آپ کو تو مینڈیٹ دیا گیا تھا، پوری قوم نے آپ کو مینڈیٹ دیا تھا، آپ کو پوری سیاسی قوتوں نے مینڈیٹ دیا تھا اور پھر ایسا نہ ہو کہ قوم کا ایک ہی سوال ہو کہ:

ے
تو ادھر ادھر کی نہ بات کر　　　　یہ بتاؤ کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں　　　　تیری رہبری کا سوال ہے

یہ مائیں پھر ان قیادتوں سے یہی پوچھیں گی کہ کیوں اس طرح کیا گیا اور یہ کس طرح ہمارے بچوں کو تباہ و برباد کیا گیا؟ جناب سپیکر! یہ جس طرح میرے بھائیوں نے بات کی، اس پر عنایت صاحب نے بھی بات کی، مولانا صاحب نے، سکندر خان نے، شاہ فرمان خان اور دوسرے شہرام خان صاحب نے، یقیناً ہمیں اس کیلئے Political will چاہیئے، Now we have to show our political will اور جب تک Political will نہیں ہوگی، نہ اسلامی فلاحی ریاست بنے گی اور نہ فلاحی ریاست بنے گی اور نہ خوشحال ریاست بنے گی، We have to struggle for, we should have to revisit our vision. جس طرح عنایت صاحب نے کہا کہ We want a Pakistan based on the principles of social justice, equity, equality for all people living in this Country، اور ہم نے ان کو سٹیزن تصور کرنا ہوگا جناب سپیکر، جس طرح میرے ساتھیوں نے بات کی کہ مجھے تیس سال سے ایندھن کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، آج فاٹا میں ایک یونیورسٹی تک قائم نہیں ہو سکی کیونکہ وہاں پر جب لوگ تعلیم حاصل کرینگے تو پھر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائینگے، اسلئے مجھے اور میرے بچوں کو وہاں پر ایندھن کے طور استعمال کیا جا رہا ہے، We have to come forward & open. اور دلیری سے کیونکہ مر تو میں ویسے بھی رہا ہوں تو فاٹا کو جس طرح انٹرنیشنل

سٹیڈیم بنایا گیا ہے، ابھی ضرورت ہے کہ اس انٹرنیشنل سٹیڈیم کو ختم کرکے ان کو باقاعدہ، وہ انسان ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا کے Guinness Book of World Records میں لکھنا چاہیئے کہ دنیا کی سطح پر ایسا بھی خطہ ہے، ایسا بھی خطہ ہے جہاں پر کوئی بھی قانون نہیں ہے، جہاں پر لوگ اس ملک کے سیٹیزن نہیں ہیں، تو جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا یقیناً ہم یہ بھگتتے رہیں گے۔ دوسری بات سر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں، افغان ریفیوجیز کی بات ہوئی لیکن ہم نے اتنی جلد بازی میں ایسے فیصلے نہیں کرنے ہیں کہ پھر ہم خود ہی پھنس جائیں، مدارس کی بات ہوئی، اس سے بھی میں Agree کرتا ہوں، We have to see the things holistically, not topically، اگر ہم Holistic approach کو اپنائیں اور ان چیزوں کو Thoroughly چیک کریں کہ کہاں پر کمزوریاں ہیں اور کہاں پر Weaknesses ہیں اور اس طرح Holistically کہ ہمیں، میں اپنے آپ کو مبرا نہیں سمجھتا، اس ایوان کا کوئی بھی ممبر، حکومتی اور غیر حکومتی، کوئی بھی مبرا نہیں ہے جناب سپیکر، ہم سب نے یہ ذمہ داری لینی ہے۔

(مغرب کی اذان)

<u>جناب جعفر شاہ:</u> دوہ منتہ بہ واخلم کنہ جی، مہربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> بات ختم کریں، اس کے بعد میں آپ سب سے ایک دفعہ پھر ریکویسٹ کرونگا کہ ہم ایک جوائنٹ ریزولوشن پاس کر رہے ہیں تو آپ تمام ممبران کی حاضری یقینی ہو تاکہ ہم ایک، میڈیا بھی دیکھ رہا ہے اور پوری قوم بھی، یکجا ہو کر ہماری قرارداد پاس ہونی چاہیئے۔ جی جی۔

<u>جناب جعفر شاہ:</u> جناب سپیکر صاحب! آئی ڈی پیز کو بھی ہم نے Ignore نہیں کرنا ہے، ان پر لاٹھی چارج بھی نہیں کرنا ہے، ان کو مارنا بھی نہیں ہے، ان کے دل و دماغ ہم نے جیتنے ہیں، یہ میں اس فورم پر کہتا ہوں اور ایک مہینہ بعد میں پھر کہونگا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر ہم نے ان کو اچھے طریقے سے Treat نہیں کیا، جناب سپیکر! آج مدارس کی ریفارمز کی بات ہو رہی ہے، یقیناً ضرورت ہے، اس میں بھی ریفارمز ہونی چاہئیں اور ابھی ہمیں شف شف نہیں کہنا چاہیئے، ہمیں شفتالو کہنا چاہیئے۔ 16 دسمبر کی بات ہوئی ہے، یقیناً ہمارے لئے منحوس تاریخ ہے، 16 دسمبر کو پاکستان دولخت ہو گیا اور 16 دسمبر 2014ء کو اس ملک میں ایسا دلخراش واقعہ پیش آیا جس کی دنیا کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ جناب سپیکر! یہ دونوں واقعے ہماری غلط خارجہ پالیسیوں کی

وجہ سے رونما ہوئے ہیں، لہذا We have to revisit our foreign policy یہ اس خطے کے عوام، جو کہ ہم ایندھن ہیں، جہاں پر ہمارے لوگ مر رہے ہیں، جہاں پر ہمارے بچے مر رہے ہیں، یہ پیغام جانا چاہیئے کہ The policy should be revisited اور میں آپ کے توسط سے یہ مطالبہ بھی جناب سپیکر! اس ایوان کی سپورٹ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جو بھی اس قسم کے اہم فیصلے ہونے ہیں، اس میں اس خطے کی، پختونخوا کی لیڈرشپ کو اعتماد میں لیکر فیصلے کئے جائیں ورنہ وہ فیصلے پائیدار نہیں ہونگے جناب سپیکر! I am proud to say کہ اس ایوان کی ایک ممبر، معزز ممبر، خاتون رکن اسمبلی محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی صاحبہ اس پارلیمانی کمیٹی کی ممبر ہیں تو یہ اس ایوان کیلئے اعزاز کی بات ہے، I appreciate (تالیاں) اور میں ان کو مبارکباد بھی دیتا ہوں لیکن ساتھ ساتھ میڈم سے آپ کے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری جتنی بھی گزارشات ہیں، ان سب کو من و عن لکھ کر اور اس کو وہاں پر برائے مہربانی پیش کریں اور وہاں پر اٹھ کر یہ تقریر کریں کہ یہ ان بچوں کے والدین، وہ ہمارے بھی بچے تھے، یہ ان بچوں کے والدین اور ان کی ماؤں کی آواز ہے، آپ سن لیں۔ جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوئی، اس پر ہم نہیں جاتے لیکن میں کہونگا کہ Political will کے ساتھ ہماری First priority should be security اور اس کیلئے میں تو یہاں تک کہونگا اور ایک دفعہ ہم نے Last Session میں کیا تھا کہ ہمارا پورا ڈیویلپمنٹ بجٹ اگر اس چیز میں جائے، سیکورٹی کی Maintenance میں میرے خیال میں تمام ممبران اسمبلی اس کیلئے بھی تیار ہیں کہ ہمارا بجٹ بھی اس پر خرچ کیا جائے لیکن سب سے پہلے ہماری ترجیح یہ ہونی چاہیئے کہ یہاں پر امن ہو۔ جناب والا! اصل بات یہی ہے کہ کیا کل ایسا تو نہ ہو کہ ہم یہاں پر اسمبلیوں میں تقریریں کریں، قراردادیں منظور کریں، کال اٹینشن کریں اور یہاں پر تقاریر کریں، لمبی لمبی تقاریر کریں، مطالبے پیش کریں اور قرارداد بھی پیش کریں لیکن وہ ردی کی ٹوکری میں چلی جائیں تو پھر تو میرے خیال میں یہاں بیٹھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہاں پر اپنا ٹائم ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آئین کی بالادستی اور پارلیمنٹ کی بالادستی اور یہاں پر عوام کی آواز، یہ دو کروڑ ڈھائی کروڑ عوام کی آواز ہے، اس کو بھرپور طریقے سے سنا جائے اور اس پر من و عن عمل کیا جائے کیونکہ یہ عوام کی آواز ہے۔ جناب سپیکر! بات کو ختم کرتے ہوئے کیونکہ نماز کا بھی وقت ہے، میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج تک تو ہم کہتے رہے کہ ہم

زندہ قوم ہیں تابندہ قوم ہیں، کہیں کل کو بچے اٹھ کے ہمیں یہ نہ کہیں کہ ہم مردہ قوم ہیں ہم شرمندہ قوم ہیں، اس سے بچنے کیلئے ہمیں یقیناً کچھ کرنا ہوگا اور جناب سپیکر! 2015ء کے حوالے سے ہماری سیاسی قیادت کہتی ہے کہ یہ امن کا سال ہوگا، خدا کرے کہ یہ امن کا سال ہو اور ہم یہ قصد کریں، یہاں جو سیاسی قیادت بیٹھی ہوئی ہے کہ یہ امن کا سال ہو اور پھر یہ نہ ہو کہ:

بدلنا ہے تو دن بدلو	بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو
مہینے پھر وہی ہونگے	سنا ہے سال بدلے گا
وہی حاکم وہی غربت	وہی قاتل وہی غاصب
بتاؤ کتنے سال میں	ہمارا حال بدلے گا۔

تھینک یو ویری مچ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میں وقفہ کرنے سے پہلے میڈم سے صرف اتنی ریکویسٹ کرونگا کہ وہ ٹیلی فون پر بات کر رہی ہیں کہ جو ریزولوشن ہم پاس کر رہے ہیں، جو بھی آپ کی میٹنگ ہو، یہ ریزولوشن بھی ساتھ لے کے آئیں اور میں جعفر شاہ صاحب اور سکندر خان! آپ نے ایک ایشو، اگر آپ میرے ساتھ اس کے بعد ایک دو منٹ کیلئے ملیں تاکہ ہم ایک اور بھی ریزولوشن موو کریں اور وہ بھی Jointly ہم پاس کریں تو مہربانی ہوگی۔ تھینک یو۔ وقفہ برائے نماز۔

(ایوان کی کاروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفے کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میرا خیال ہے اگر ایک دو منٹ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ امتیاز شاہد صاحب، امتیاز شاہد صاحب! چونکہ امتیاز شاہد صاحب جو ہمارے معزز صحافی بھائیوں کا کوئی ایشو تھا تو امتیاز شاہد صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ امتیاز شاہد صاحب۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! گزشتہ ایک دو دن پہلے ہمارے صحافی برادران کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس میں ان کے کچھ کیمرہ مین زخمی ہوئے ہیں، انہوں نے ایف آئی آر Properly بھی رجسٹرڈ کرائی ہے، اب ان کا کہنا یہی ہے کہ دو دن کے بعد ہمارے خلاف Cross FIR رجسٹرڈ ہوئی ہے جو کہ ہمارے ساتھ ناانصافی بھی ہے تو ہماری Negotiation کے مطابق بھی جہاں تک ان کے ساتھ جو بات چلی ہے تو واقعی ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو اس کی تحقیقات کا حکم دیا جائے تو بہتر ہو گا کہ ان کے خلاف دو دن کے بعد Cross FIR کیسے رجسٹرڈ ہوئی، کس کے حکم پر رجسٹرڈ ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، تو آپ نے ہی جواب دینا ہے، آپ گورنمنٹ ہیں، آپ ہی (قہقہے) تو آپ ہی بات کر لیں، کوئی ایشورنس دیتے ہیں، جو بھی بات کرتے ہیں آپ۔

وزیر قانون: میں نے تو اپنی طرف سے ایشورنس دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ سپیکر صاحب اگر ہمیں ایشورنس دیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، اس کا پتہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا نوٹس لے لیں، آپ اس کا نوٹس لے لیں۔

وزیر قانون: میں نے تو ان کو ایشورنس دی، میں نے تو ان کو اندر بلایا کہ آپ لوگ واک آؤٹ ختم کریں، ہمارے ساتھ مہربانی کر کے آجائیں، ایشورنس تو میں نے اپنی طرف سے دے دی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کہتے ہیں تو میں اس کا نوٹس لیتا ہوں اور جو جو ہے، وہ آپ کر لیں۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی؟

وزیر قانون: ٹھیک۔

جناب سپیکر: عنایت صاحب! چلیں آپ ہی بات کر لیں کیونکہ انہوں نے تو، یہ اس طرح ہوا ہے کہ ہمارے صحافی بھائیوں کا کچھ آپس میں، سول سوسائٹی کی وہ جو اس دن شاید اس میں کوئی وہ ہوئی تھی تو اس کے اوپر یہ تھا کہ دونوں سائڈ سے ایف آئی آرز درج ہوئیں تو ان کی ڈیمانڈ یہ ہے کہ مطلب ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور ہمارے خلاف ایک غلط ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ عنایت صاحب۔

جناب عنایت اللہ {(سینئیر وزیر (بلدیات)}: حکومت کے Behalf پر ان کو ایشورنس دیتا ہوں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو We will investigate it، ان شاءاللہ اس کی Remedy، مطلب Remedial measures جو ہیں وہ اٹھائیں گے ان شاءاللہ لیکن میں ان کو Personally، اجلاس کے بعد ان کے دو تین نمائندے میرے ساتھ بیٹھ کے، مجھے ذرا مزید بریف کریں کہ واقعہ کیا ہوا ہے اور What do they expect from us? تو ان شاءاللہ میں On behalf of the Government, I assure them.

Mr Speaker: Okay, Madam Anisa Zeb.

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آج اس صوبے میں ہونے والا ایک انتہائی گھناؤنا واقعہ جس میں پوری دنیا میں ہر ذی شعور، ہر دل رکھنے والے اور خاص طور پر بچوں کے والدین جہاں کہیں بھی ہوں، ان کا دل دہلا کے رکھ دیا اور خون کے آنسوں رلا دیا۔ یہ انتہائی گھناؤنا وقوعہ جو پشاور کے آرمی پبلک سکول میں واقعہ ہوا 16 دسمبر 2014ء کو، اور جس طرح مجھ سے پہلے میرے بھائیوں نے بتایا کہ گزشتہ سال بھی ایک سکول کے واقعے سے سکندر حیات خان شیر پاؤ صاحب نے کہ ایک سکول کے واقعے سے آغاز ہوا دہشتگردی کی کارروائیوں کا اور اختتام بھی ایک انتہائی گھناؤنے طریقے سے، اور جس طرح عنایت اللہ صاحب نے کہا کہ یہ 16 دسمبر کی تاریخ اس ملک کیلئے ایک اور تاریک دن بن گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب ان شہداء کیلئے دعائیں کرنے کے علاوہ اور ان غازیوں کیلئے، ان کی صحت کیلئے دعا کرنے کے علاوہ اس وقت ظاہری طور پر کچھ نہیں کر سکتے اور ہم ان کی جرات کو خراج تحسین پیش کر سکتے ہیں، ان ماؤں کو جنہوں نے اپنے بچے سکولوں کو سفید یونیفارم میں بھجوائے سبز اور صاف یونیفارم میں اور خون سے لتھڑے پتھڑے بچوں کو چھٹی کے وقت وہ لے کر گئیں، ان کی لاشوں کو Receive کیا، ان کے حوصلے کو سلام پیش کر سکتے ہیں جناب سپیکر! اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔ آج اس واقعے کے سولہ دن بعد ہم یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور یہ جو آج کی بحث ہے، وہ اسی حوالے سے یہاں پر جاری ہے۔ اس پر قومی وطن پارٹی نے فوری طور پر اگلے دن ایک تحریک التواء پیش کی اور جسے آپ نے اس بحث میں ضم کر دیا، Clip کر دیا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہی اس میں بہتر تھا کہ ہم اس پر آج تفصیلاً بحث کریں۔ جناب سپیکر! میں زیادہ بحث میں اس لئے نہیں جاؤں گی

کہ تمام نکات دونوں اطراف سے اپوزیشن اور ٹریژری بنچز سے اٹھائے جا چکے ہیں اور جس طرح مجھ سے پہلے میرے پارلیمانی لیڈر نے بتایا کہ سات مرتبہ اس سال ہم لاءاینڈ آرڈر پر بحث کر چکے ہیں، مجھے یاد ہے کہ آخری بحث سمیٹتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب خود موجود تھے، اس سے پہلے کہ میں اس نکتے کی طرف جاؤں میں آپ کی توجہ کیلئے یہ ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ جس طرح آپ دو دفعہ ممبران کو مطلب ہے تلقین کر چکے ہیں کہ وہ ہاؤس میں موجود رہیں اور اس اہم قرارداد پر ضرور حصہ لیں، I am sure کہ وہ ادھر ہی ہونگے لیکن اس موقع پر میں سمجھتی ہوں کہ خود وزیر اعلیٰ صاحب کا ہونا بہت ضروری تھا، آج ان کو ہمیں حوصلہ دینا بڑا ضروری تھا، مجھے یقین ہے کہ وہ کسی نہ کسی ضروری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آج جو میٹنگ ہے اسلام آباد میں پرائم منسٹر صاحب کی، وہ ان کے پاس۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: اچھا، وہ آج اے پی سی کی وجہ سے، لیکن پھر جناب سپیکر! ٹاپ بیوروکریسی کا یہاں پر ہونا بڑا ضروری تھا، آئی جی پی صاحب کا ہونا ضروری تھا، ہوم سیکرٹری صاحب کا ہونا ضروری تھا تا کہ یہ پوائنٹ اور ہمارے ساتھ، اب ہم سب ایک Page پر ہیں، یہ بات تو طے ہوگئی اور ہم سب بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک Page پر ہیں اور یقیناً ان کے پاس بھی ضرور کوئی ٹھوس وجوہات ہونگی نہ ہونے کی، لیکن یہ ٹائم ہے، اس وقت ایک یکجہتی کی ضرورت ہے اور جب لاسٹ ٹائم وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو وائنڈ اپ کیا تو انہوں نے اس وقت کہا تھا کہ صوبے کی لاءاینڈ آرڈر کی سچویشن بہت بہتر ہوگئی، واقعی کچھ عرصے سے اس طرح کی Intensity نہیں تھی، دھماکوں کی یا ایسی کارروائیوں کی لیکن اگر آپ کو یاد ہو یا اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو ہم نے یہی بات کی کہ یہ جو خاموشی ہے سمندر کی، یہ بعض اوقات کسی بڑے واقعے کیلئے طوفان کی علامت بھی ہوتی ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ضروری ہے کہ ہم سب اس چیز کا Stock لیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری اتنی کوششوں کے باوجود پشاور شہر میں، ہم نے گزشتہ بحثوں میں یہ باتیں بھی کیں کہ واقعتاً جہاں پر اتنی Combing ہو رہی ہے، آئی جی پی صاحب خود Personal interest لے رہے ہیں، پولیس کیلئے کوششیں ہو رہی ہیں لیکن وہ چیز ویسے نہیں ہو سکی۔ اب اس وقت تو میں سمجھتی ہوں، اس سیچویشن میں یہ بحث کرنا کہ کیوں کہاں پر غلطی ہوئی ہے یا وہ کیسے ہو چکی؟ اب ہمیں بیشک آگے ہی دیکھنا ہے اور اس سفاک قسم کی جو کارروائی ہے اور ایک افسوسناک جو واقعہ ہے اور یہ ہمارے

بچوں کی، ہمارے ان پھول جیسے بچوں کی اگلی نسل جو ہمارے مستقبل کی امید اور چراغ ہیں، ان کے اس طرح بجھنے سے جو تکلیف دہ سیچویشن پیدا ہوئی ہے، اگر اس میں ایک مثبت پہلو نظر آتا ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ اس نے قوم کو جگا دیا۔ آج Self analysis کی ضرورت ہے جناب سپیکر! اور مجھے یقین ہے کہ حکومت جس دن یہ واقعہ ہوا، اس کے اگلے دن سے ہی یہ تمام سر جوڑ کے بیٹھ گئے، پاکستان کی تمام طاقتیں، سیاسی طاقتیں، عسکری طاقتیں بیٹھ کے اب یہ سوچ رہی ہیں کہ بہت پالیسیاں بھی بن گئیں، پروگرام بھی پہلے بن گئے، قراردادیں بھی، متفقہ قراردادیں بھی پاس ہو گئیں، Protection of Pakistan کا قانون بھی آ گیا، نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی کا قیام بھی ہو گیا، اس کی پالیسی بھی آ گئی، نیشنل سیکورٹی کے پلان بھی آ گئے لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے، اب وہ کیسے ہو گا؟ اس کیلئے دوبارہ تمام سیاسی قوتیں اکٹھی ہوئیں اور ایک خوشی کی نوید یہ ہے کہ وہاں پر بھی بحث کے بعد تمام نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر اور ایک انتہائی ڈیٹیل بحث کے بعد ایک نیشنل ایکشن پلان بن گیا۔ آج پھر دوبارہ قومی لیڈرشپ کو اسی لئے اکٹھا کیا گیا ہے کہ اب اس پر عملدرآمد کیلئے جتنی کارروائی ہوئی، جو پلان بن گئے، جو اس کے اندر قانونی پیچیدگیوں کا ایک پرابلم تھا، اس کے حل کیلئے آج پھر تمام سیاسی قوتیں سر جوڑ کر بیٹھی ہیں اور وہ اسی کیلئے کوشاں ہیں کہ وہ ایک متفقہ عملدرآمد کیلئے طریقہ کار وضع کر دیں اور قوم کے سامنے لے آئیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری تھا، وزیراعظم صاحب یہاں پر آئے تھے، بیشک خیبر پختونخوا کی نہ صرف کابینہ بلکہ میں سمجھتی ہوں اس پوری اسمبلی کو وہ آ کر یہاں پر ملتے اور یہاں کے ممبران کے ساتھ وہ میٹنگ کرتے لیکن یہاں کی تمام نمائندہ جماعتوں نے اپنا بھرپور نقطہ نظر جو ہے، وہ بیان کیا۔ جس طرح میرے بھائی جعفر شاہ صاحب نے مجھے اس چیز کیلئے ایک لحاظ سے تحسین پیش کی، میں سمجھتی ہوں، میری پارٹی نے یہ اعتماد مجھے دیا اور مجھے اس نشست میں بھیجا اور میں ان شاءاللہ و تعالیٰ خیبر پختونخوا کی نمائندگی وہاں پر کر کے آئی، اپنی تمام پارٹیوں کے ساتھ مل کر، یہ وہاں کے جتنے بھی شرکت کرنے والے وفود ہیں، وہ اس بات کی گواہی دیں گے۔ ہم نے بھی ایف سی کیلئے نہ صرف آواز اٹھائی بلکہ ہم نے کہا کہ یہ جو سیکورٹی بارڈر ہے فاٹا اور سیٹلڈ ایریا کے درمیان، یہ وفاق کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ اسی کو دیں، بیشک جو قانون ہے ایف سی کے حوالے سے، اس میں یہ شق نہیں ہے کہ اسے صرف اور صرف اسی جگہ پر تعین ہونا ہے، وہ ملک کے کسی بھی حصے

میں تعین ہو سکتی ہے، بیشک ایف سی کی میجارٹی اس وقت بھی خیبر پختونخوا میں ہی متعین ہے، کوئی 441 میں سے، 241 میں سے Almost 204 پلاٹون جو ہیں وہ یہاں پہ ہی ہیں لیکن یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اس بارڈر کو جتنا بھی سیٹلڈ اور فاٹا کے درمیان ہے، وہ یہاں پر دیں، چاہے وہ جہاں مرضی ہو، ایف سی کو وہ رکھنا چاہئیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ کل وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا جو ایک خطاب کیا اور وہ ٹی وی پر بھی Live دکھایا گیا، اس میں انہوں نے اس کی ذمہ داری ڈالی کہ وفاق کو چاہیئے کہ وہ اس جگہ کو بارڈر کرے اور اس کی سیکورٹی Provide کرے، I think یہی صحیح ڈیمانڈ ہے اور یہ ہم سب کی طرف سے اس لحاظ سے اس اسمبلی کی طرف سے بھی یہ ڈیمانڈ کرنا ضروری ہے، جو NCTA، National Counter Terrorism Authority ہے، اب اس کو بنے ہوئے کافی مدت ہو گئی لیکن کہاں پہ پرابلم تھا؟ پرابلم یہ تھا کہ اس کیلئے فنڈنگ نہیں ہے، اس کیلئے بجٹ نہیں دیا گیا، تو یہ چیز وفاقی حکومت کو اس بات کا احساس دلایا گیا اور مجھے یقین ہے کہ اب ان شاءاللہ وتعالیٰ National Counter Terrorism Authority ایک فعال ادارے کے طور پر سامنے آئے گی، اس میں تمام صوبوں کے نہ صرف وزرائے اعلیٰ بلکہ چیف سیکرٹریز اور آئی جی پیز اور تمام انٹیلیجنس ایجنسیز ان سب کی بھی نمائندگی ہو گی اور خود وزیر اعظم اس کمیٹی کو ہیڈ کرینگے اور یہ تمام چیزیں جو ہیں، یہ عملی طور پر مجھے یقین ہے کہ بہتری لانے کا ایک ذریعہ بنیں گی۔ جناب سپیکر! جو مجھے افسوس ہوا اور ابھی بھی ہوتا ہے کہ ٹھیک ہے کہ صوبائی حکومت اپنے تئیں ضرور کوشش کر رہی ہو گی لیکن اگر آپ کو یاد ہو، ہم گزشتہ دو سالوں سے، مئی بلکہ ستمبر، ایک سال سے متواتر ہم اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ آپ کس طریقے سے اپنے صوبے میں پولیس کو وسائل دے رہے ہیں؟ آج ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب، بھائی ہیں میرے، انہوں نے کہا کہ ہمیں SIM Locators جو ہیں وہ نہیں مل رہے ہیں، وفاق نے دینے ہیں، وفاق کو منظوری دینی چاہیئے۔ آپ نے کتنی مرتبہ اس کو ڈیمانڈ کی؟ یہ بات تو ہم آپ کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ آپ ان سے وہ Equipments لیں، آپ ایک دفعہ جائیں، اگر وہ نہیں دے رہے، کوئی مسئلہ ہے تو سی سی آئی میں اس کو اٹھائیں، سی سی آئی کو آپ کسی ٹائم پہ بھی، کوئی کسی بھی ایجنڈے پہ لے جا سکتے ہیں۔ اب یہاں پہ آپ کے جو حالات ہیں وہ خاص طور پہ یقینی حالات ہیں ان کو، وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ وفاق کو دینا چاہیئے لیکن اس کیلئے ہم سب کو ایک

جائنٹ، ایک بہتر کیس plead کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پہ ہمیں اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کا یہ تفرقہ رکھے بغیر، ہمارا انٹرسٹ، ہم اس صوبے میں اس مٹی کے مقروض ہیں، یہ ہمیں اٹھانا ہوگا تو آپ نے کتنی مرتبہ اس چیز کو اٹھایا، Take up کیا؟ کل وزیر اعلیٰ صاحب کی میں نے ایک تازہ بات سنی کہ ہمارے پاس انٹیلی جنس کی کمزوری ہے، ہمارے پاس انٹیلی جنس کا کوئی ادارہ ہی نہیں ہے اور ہم سب سمجھ رہے تھے کہ سپیشل برانچ اس صوبے کا انتہائی متحرک قسم کا ایک ادارہ ہے جس کا کام ہے کہ اس نے وہ تمام طریقے سے اس کو چلانا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کیا وجہ ہے، کیا آپ ان کو Resources نہیں فراہم کرسکے، کیا آپ ان کو Proper equipments نہیں دے سکے؟ آپ کے پاس تو ادارہ ہے۔ ہمیں یہ یقین ہے، ہم نے یہی بات وہاں پہ مرکز میں بھی اٹھائی کہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے شہید کی اور ملک کے کسی اور علاقے کے شہداء کی قیمتوں میں، جانوں میں کیا ان کی قیمتوں میں کوئی فرق ہے؟ یہ ہم نے کیوں، یہاں کا ایک خون بہانے والا ایک بہادر سپاہی جب وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اس کی Compensation میں اور جب کسی دوسرے صوبے میں اسی طرح کا واقعہ ہو تو اس میں بہت فرق ہوتا ہے، یہ سب Same ہونا چاہیئے، اس کیلئے ہم سب ایک ہیں اور ہمیں ایک آواز کے ساتھ اپنے اس صوبے کا دفاع کرنا ہوگا جناب سپیکر! اور جس طریقے سے ہم مرکز میں ایک Page پر آئے ہیں، ان شاءاللہ وتعالیٰ مجھے یقین ہے کہ صوبے کے لیول پر بھی ہم ایک Page پہ ہونگے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں، وقت کم ہے، مجھے پتہ ہے، آپ نے اس کا وہ رکھا ہے، آئی ڈی پیز کی بہتری کیلئے ہم نے اس پہ آواز اٹھائی۔ مدارس کی خاص طور پہ، میرے بھائی نے مدارس کا کہا کہ ان کو سرکل کیا جارہا ہے، قطعاً نہیں میں آپ کو یقین دلاؤں کہ یہ بات وہاں پہ خود وزیر داخلہ نے اس میٹنگ کو Preside کرتے ہوئے کہی کہ ہم کسی طور پہ، پاکستان میں جو مدارس ہیں، یہ دنیا کی سب سے بڑی این جی او ہیں جس کو ہم سمجھ رہے ہیں اور ہمارے مدارس ایک بہترین Role play کررہے ہیں، وہ لوگوں کو فری علم دے رہے ہیں جو مذہب کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم بھی ہے، کسی طور پہ نہیں، یہ بات ہم نے بارہا ان کے ساتھ وہاں پہ اٹھائی کہ ہمارے پاس تو ایسے علاقے ہیں جہاں دور دور تک سکول نہیں تو وہاں پہ یہی مدارس عمل پیرا ہیں۔ تو اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی کہ اگر کسی جگہ کہیں بھی، کہیں انٹیلی جنس کے Source پہ یا پھر اگر کسی جگہ کوئی ایسا بندہ، دہشت گرد جس کی کوئی Involvement ہوئی تو

صرف اسی صورت پہ ہم کسی ایک خاص منفرد قسم کے مدرسے کو اگر ضرورت پڑی تو اٹھائیں گے ورنہ ہمارے لئے، ہم خود مدارس کا بڑا ڈیفنس ہیں اور اس سلسلے میں یہ بھی وعدہ کیا گیا ہے کہ بہت جلد اسی کمیٹی کو جس کا انہوں نے ایک Role یہ بھی رکھا ہے کہ اس پہ عملدرآمد کو بھی وہ مانیٹر کریگی، یہ جو سیاسی پارٹیوں کی طرف سے نیشنل ایکشن پلان کمیٹی ہے کہ وہ تنظیم وفاق المدارس کی طرف سے ان کی موجودگی میں آپس میں بیٹھ کے اس کو Streamline کرینگے تاکہ مدارس کی بہتری، ان کی طرف سے ان کے جو اپنے مسائل ہیں، ان کو بھی حل کیا جائے تو کسی قسم کا یہ شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ کہیں اس کو ٹارگٹ صرف اس مقصد کیلئے کیا جارہا ہے۔ جناب سپیکر! فاٹا کا سٹیٹس بہت ضروری ہے اور میں آپ کو بتاؤں کہ بہ یک جنبش قلم فاٹا کا سٹیٹس آرٹیکل 247 کے تحت صدر پاکستان تعین کر سکتے ہیں لیکن اب فاٹا کے اس وقت مخصوص حالات کو بھی پیش نظر رکھیں، جہاں ایک طرف آپریشن 'ضرب عضب' ہے، جہاں پہ اس وقت بہت سی جگہوں پر سیکورٹی کے معاملات ہیں، تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں بھی، ہمیں سوچ بچار کے بعد اپنا ایک پوائنٹ اٹھانا چاہیئے اور آگے لے کے ہماری گورنمنٹ، ہم ضرور مرکز سے اس کی ڈیمانڈ کرینگے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں جو بھی مناسب سمجھیں گے، تمام سیاسی پارٹیوں کو اس پر اعتماد میں لے کر ہم آگے بڑھیں گے۔ خارجہ پالیسی کا از سر نو مرتب ہونا انتہائی Important ہے اور ایسے میں میں بالکل آپ کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں، اپنے بھائی کے ساتھ، جعفر شاہ صاحب کے ساتھ کہ خیبر پختونخوا کی جو لیڈرشپ ہے، اس کو ضرور اعتماد میں لے کر یہ کام کرنا ہوگا کیونکہ خاص طور پہ افغانستان کے ساتھ اور Central Asian Countries کے ساتھ جو اس وقت ہمارے معاملات ہیں اور Even to some extent کہ ہمارے تمام ہمسایہ، چائنا اور انڈیا کے ساتھ بھی، اس میں خیبر پختونخوا کا ایک انٹرسٹ بھی شامل ہے اور اس لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت افغانستان میں پازیٹو حالات ہیں، وہاں کے اس وقت جو رئیس جمہور ہیں، وہ اس وقت ایک بہتر طریقے سے، ایک Cooperative atmosphere کو آگے بڑھانا چارہے ہیں، تو میری آپ سے صرف یہ استدعا ہے جناب سپیکر! کہ ہمیں اس وقت پھر ایک مرتبہ اس چیز کو دیکھنا ہوگا، خیبر پختونخوا کا کیس پیش کرنے کیلئے ایک ٹھوس منصوبہ بندی، ماضی میں جس کا ہم بار بار کہتے رہے ہیں اور آپ نے کہا کہ وہ ریکارڈ دیکھیں کہ پولیس کے حوالے سے بھی اور ہماری انٹیلی جنس کے حوالے سے بھی اور

یہاں کی، مطلب اس وقت میں اس بات پہ بالکل یہ کہوں گی کہ اس چیز میں بھی جو کوتاہی ہوئی ہے اور جو ایک معاملہ ہوا ہے، وہ ضرور دیکھنا ہو گا کہ کس طریقے سے ہم اس کا تعین کر سکتے ہیں، اس کے متعلق ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں اور خاص طور پہ جناب سپیکر! جو ایک سب سے اہم نکتہ ہے اور آخری نکتہ میں بتاؤں گی کہ وہ بچے جو کہ وہاں شہید ہوئے، وہ تو شہداء ہیں، ان کی روحیں تو اس وقت جنت میں موجود ہونگی، اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے لیکن جو وہاں Survive کر گئے اور نہ صرف وہ بلکہ اس کے علاوہ تمام سکولوں کے جو بچے ہیں، میں ایسی ماؤں کو جانتی ہوں جو اس وقت Terrorized ہیں، وہ اس بات پہ اس وقت کہہ رہی ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو جب تک کہ کوئی فول پروف سیکورٹی کا بندوبست نہیں ہوتا، ہم اپنے بچوں کو چاہے وہ آرمی کے سکولز ہیں یا نہیں، کیونکہ میڈیا کو اگر آپ دیکھیں تو اس میں کہیں نہ کہیں اس طرح کی خبریں ہیں کہ آج خودکش داخل ہوگئے فلاں سکولوں کے سسٹم کو انہوں نے نظر میں رکھ لیا، تو ان کی جو اس وقت میں سمجھتی ہوں کہ ایک Traumatic condition ہے، اس کیلئے ایک طریقہ کار، ضرور ہمیں کوئی پالیسی مرتب کرنی چاہیئے انہیں اس ٹراما سے باہر لانے کیلئے اور ان کے ساتھ جس طریقے سے وفاقی حکومت نے ڈاکٹرز کی ٹیم بھیجی تاکہ ان کی Counseling ہو سکے، سائیکاٹرسٹس کے ساتھ ان کا Set up ، لیکن میں سمجھتی ہوں یہ اعتماد دینے کیلئے ہمیں ہر حالت میں، میں ٹی وی پر اس دن دیکھ چکی۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میں ایک ٹی وی پر جناب سپیکر! ٹی وی پر ایک پروگرام دیکھ رہی تھی جس میں ہمارے خیبر پختونخوا کے ہوم سیکرٹری اور آئی جی پی صاحب کو ایک اینکر پرسن نے لیا ہوا تھا اور اس میں وہ بحث ضرور دیکھنے کے قابل تھی، تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس ہاؤس کی ایک کمیٹی ضرور بنائیں، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جو اس معاملے کو وہ بھی Over see کرے اوپر سے اور وہ کمیٹی بھی دیکھے کہ کہاں پہ Loop holes ہوئے ہیں اور اس بحث کی روشنی میں ہمیں ضرور یہ دیکھنا ہے کیونکہ باہر پاکستان، ضرور پشاور کو دیکھنا ہے کہ آپ لوگوں سے کیا ہے اور پھر ہمیں باہر کا خوف نہیں ہے جناب سپیکر، میں اس شعر پہ ختم کر رہی ہوں:

میرا عزم اتنا بلند ہے مجھے پرائے شعلوں کا غم نہیں
مجھے خوف آتش گل سے ہے کہیں یہ چمن کو جلا نہ دے

بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ میڈم۔ میں ایک میسج میڈیا والے بھائیوں کو بھی دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی قوم کو اعتماد دیں، لہذا آپ جو بھی پروگرام دکھائیں یا جو بھی آپ میسج دیں تو ایسا میسج دیں کہ اس سے مزید کوئی کسی قسم کی ناامیدی نہ پھیلے، امید کی خبریں دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری قوم جو ہے، یہ ایک بہادر قوم ہے اور ہم ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں ان شاءاللہ ہم اپنے بچوں کو بھی بھیجیں گے اور جو بھی ان لوگوں کے عزائم ہیں، ان کو ان شاءاللہ خاک میں ملائینگے۔ میں سلیم خان صاحب! آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ بات کریں، سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔16 دسمبر کو آرمی پبلک سکول کے اندر جو واقعہ پیش آیا، ہم سب اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کریں وہ بہت کم ہے سر! کیونکہ یہ درندے جنہوں نے یہ واقعہ کیا، جنہوں نے ہمارے پھول جیسے بچوں کو شہید کیا، جنہوں نے اس ملک کے اندر ایک خوف پیدا کیا اور جناب سپیکر! اس واقعے کے بعد آج کوئی سترہ دن گزر چکے ہیں، پشاور کے اندر بلکہ پورے ملک کے اندر غم کے سائے چھائے ہوئے ہیں اور اس غم کو ہم چاہتے ہوئے بھی نہیں بھلا سکتے ہیں کیونکہ ان معصوموں کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے، میرے خیال میں یہ دنیا کی تاریخ میں کہیں بھی اس طرح کا واقعہ نہیں ہوا ہے جس طرح انہوں نے ہمارے بچوں کے ساتھ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے جو بھی کارفرما ہے، جو بھی ہاتھ اس میں Involved ہیں، وہ نہ صرف اس ملک کے دشمن ہیں بلکہ وہ ہمارے مذہب کے بھی دشمن ہیں، وہ اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں، پاکستان کو Destabilize کرنا چاہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس واقعے کے بعد ہماری سیاسی قیادت اور ہماری عسکری قیادت ایک Page پہ آ گئی اور ہمیں خوشی ہے کہ سب نے ملکر، سر جوڑ کر اس ناسور، بیماری کے خاتمے کیلئے کوشش کر رہے ہیں اور ہم یہی امید رکھتے ہیں کہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت ملکر جو پالیسیز بناتے ہیں، جو نیشنل ایکشن پلان انہوں نے بنایا ہے، ہمیں امید ہے کہ اس کے

اوپر من و عن عملدر آمد کیا جائے گا، اس کو Ensure کیا جائے گا کہ ہمارے ملک سے اس ناسور کا خاتمہ ہو جائے، خاص کر جو ہمارے صوبے کے ساتھ کہ سب سے زیادہ متاثر ہم ہو رہے ہیں، خیبر پختونخوا کے عوام ہو رہے ہیں اور فاٹا کے عوام ہو رہے ہیں جو اس صوبے کے اور قبائلی علاقے کے ہمارے لوگ ہیں، ہمارے بھائی ہیں اور اگر ساری حقیقت کو اٹھا کے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ واقعات جو دہشت گردی کے ہو چکے ہیں، وہ ہمارے صوبے کے اندر ہو چکے ہیں، چاہے یہ سال ہو یا اس سے پچھلا سال یا اس سے پچھلا سال، اور یہ جو سلسلہ ہے، جب تک ہم ایک نہیں ہو جائینگے، اس ملک کے خلاف یہ جو سازشیں ہیں، ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو اس حوالے سے ان شاءاللہ ہماری قیادت جب ایک ہو گی اور اس مسئلے کو ہم چیلنج کے طور پر جب قبول کریں گے تو یقیناً ان شاءاللہ اللہ کی مدد ہو گی، یہ مسئلہ جو ہے، یہ ان شاءاللہ حل ہو گا۔ سر، اس واقعے کے اوپر اگر دیکھا جائے، ایجنسیز کی رپورٹ بھی، تو ان سکولوں کو کافی عرصے سے Threats تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ Security lapses بھی ہو چکے ہیں اور ہماری سیکورٹی ایجنسیز جو انہوں نے اس سیکورٹی کو Assure نہیں کیا تو یہ واقعہ پیش آیا سر، ہم چاہتے ہیں کہ جو ہماری پولیس ہے، اس کو مزید Strengthen کیا جائے اور اس کے ساتھ جو Equipment کی بات یہاں پہ ہو رہی ہے، ہم سب فیڈرل گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کو فوری طور پہ وہ سارے Equipments provide کریں اور اس کے ساتھ ساتھ سر! اس واقعے کے تانے بانے اگر دیکھا جائے تو نہ صرف اس واقعے بلکہ اس سے پہلے بھی دہشتگردی کے ایسے کافی واقعات ہوئے ہیں، یہ افغانستان سے جا کے ملتے ہیں اور ہمارے پڑوسی ملک افغانستان جہاں پہ یہ دہشتگرد یہاں سے بھاگ کر ادھر جا کے ڈیرہ جمائے ہوئے ہیں، ان کے خلاف ابھی تک ایکشن کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ وہاں پہ، وہاں پہ نیٹو فورسز بھی بیٹھی ہوئی ہیں، وہیں پہ یہ سارے دہشتگرد ڈیرہ جما کے، وہاں سے پلاننگ ہوتی ہے، پھر وہاں سے ہمارے اوپر یہ واقعات ہوتے ہیں، تو ابھی ہمیں خوشی اس بات پہ بھی ہے کہ افغان صدر نے آ کر یہ Surety دی ہے کہ دہشتگرد چاہے افغانستان میں ہوں، چاہے پاکستان میں ہوں، ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی، ہمیں امید ہے کہ افغان گورنمنٹ دہشتگردی کے خاتمے میں ضرور ہمارا ساتھ دیگی۔ سر! اس واقعے کے بعد ہمارے جتنے بھی بچے ہیں، School going children ہیں، وہ اتنے خوفزدہ ہیں کہ وہ ابھی تک گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے،

خاص کر پشاور کے ہمارے بچے جو ہیں، وہ اتنے خوفزدہ ہیں کہ وہ سکول کھلنے کے بعد پتہ نہیں کتنے بچے ریگولر سکول جاسکیں گے؟ تو سر! یہ بھی گزارش ہے کہ جتنے بھی سکولز ہیں، ان کی سیکیورٹی کو Ensure کیا جائے تاکہ مزید ایسے کوئی واقعات پیش نہ آئیں جس طرح کہ ابھی 16 دسمبر کو ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی گزارش کرونگا اپنی صوبائی حکومت اور فیڈرل گورنمنٹ سے کہ ہمیں کچھ نہ دیں، ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے، ہمیں امن چاہیے، ہمیں تحفظ چاہیے، ہمارے بچوں کو تحفظ چاہیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں پہ اگر کوئی ڈیویلپمنٹ بجٹ ہے، اس کو بھی امن وامان کے اوپر لگایا جائے کیونکہ جب تک جان ہے تو جہاں ہے، جب تک اس ملک میں امن نہیں آئے گا اور ہمیں تحفظ نہیں ملے گا، یہاں پہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، ہم سب کی اولین ترجیح یہی ہونی چاہیئے کہ یہاں پہ امن وامان کو Ensure کیا جائے اور ساتھ ساتھ میں پرائم منسٹر صاحب نے اس واقعے کے بعد جو ایک اچھا Decision لیا کہ دہشتگردی کے واقعات میں ملوث مختلف جیلوں کے اندر جتنے بھی دہشتگرد ہیں، ان کو پھانسی کی سزائیں ہو چکی ہیں اور ان کو پھانسی نہیں دی گئی تھی تو پرائم منسٹر صاحب نے جو فیصلہ کیا، یہ ایک اچھا Decision ہے تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ قانون بھی کوئی چیز ہے اور ہم قانون سے بچ نہیں سکتے۔ تو سر! اس فیصلے کو ہم سپورٹ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو قرارداد آج ہم پیش کریں گے، اس اسمبلی کے فلور پر، یقیناً یہ ایک مشترکہ قرارداد ہماری ہوگی اس ہاؤس کی اور ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس کے اوپر عملدرآمد کیلئے صوبائی حکومت بھی اپنی کوششیں کرے اور فیڈرل گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ یہ جو قرارداد ہماری ہے، جو ہمارے مطالبات ہیں، ان کو Ensure کیا جائے۔Thank you so much, Sir۔

جناب سپیکر: یہ ریزولوشن کون پیش کرے گا؟

جناب بخت بیدار: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی۔

جناب بخت بیدار: یو ریکویسټ دے-----

جناب سپیکر: مونږ دا اوئیل کنه جی، مونږ سره هغلته معراج همایون هم ده او دغه نور کسان، مونږ دا Decide کړې ده، نو پلیز تاسو خو Already دغه اوشو۔

جناب بخت بیدار: جناب سپیکر صاحب! زه صرف یو ریکویسټ کوم۔

جناب سپیکر: جی جی، جی۔

جناب بخت بیدار: زه دا ریکویسټ کوم چي زمونږ د ملاکنډ کمشنر صاحب دا آرډر کړے دے چي سکولونو ته Threats دی او سکولونه لا فی الحال نشو کهلاؤلے نود هغي سره خوف وهراس جوړ شوے دے، واړه سکولونو ته نه راځی، نو مونږ دا درخواست کوؤ چي څنګه په دي صوبه کښي کوم طریقه کار دے، هغه طریقه کار د په ملاکنډ ډویژن کښي هم اوشی۔

جناب سپیکر: عنایت خان! ریزولیوشن کیلئے آپ وہ بھی کر دیں اور۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر (وزیر بلدیات)}: وہ بھی میں کروں گا۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ یہ جو بخت بیدار خان نے نکتہ اٹھایا ہے، ملک بہرام صاحب نے بھی Informally مجھے اس کی اطلاع دے دی ہے، اس قسم کا کوئی Decision اور حکم اگر ملاکنڈ ڈویژن کے کمشنر صاحب نے نکالا ہے تو ہم اس کو Withdraw کریں گے اور میں ان سے Agree کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے بچوں کے اندر Confidence build کرنے کی ضرورت ہے، ان کو امید دینے کی ضرورت ہے، ان کو حوصلہ دینے کی ضرورت ہے اور ایسے Decisions نہیں کرنے چاہئیں جس کے نتیجے میں ہمارے بچوں کے اندر خوف وہراس ہو، اس لئے میں بالکل آپ کے ساتھ Agree کرتا ہوں اور میں فلور آف دی ہاؤس پہ اگر یہاں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے موجود ہوں، پولیس کے نمائندے موجود ہوں، تو وہ حکومت کی یہ انسٹرکشنز اور یہ ڈائریکٹیوز کمشنر ملاکنڈ ڈویژن کو Communicate کریں کہ وہ اپنے اس حکم کو Withdraw کریں، میں خود Personally بھی Telephonically ان سے بات کروں گا، یہ اس اسمبلی کی Joint feelings ہیں۔ سر! اس کے بعد میں جو میڈم انیسہ زیب صاحبہ نے پراونشل سیکیورٹی کمیٹی کی تجویز دی ہے، میں اس کو بھی Endorse کرتا ہوں، آپ سے امید رکھتا ہوں کہ اس پہ بھی آپ وہ کریں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟ سوری۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): جو پراونشل لیول پہ، جس طرح فیڈرل لیول پہ ایک پارلیمانی کمیٹی ہے، اسی طرح پراونشل لیول پہ بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سپیشل کمیٹی؟

سینیئر وزیر (بلدیات): جی ہاں، سپیشل کمیٹی کی انہوں نے تجویز دی ہے کہ ایسی سیچویشن کے اوپر وہ Monitor کر سکے،اس پہ ڈسکشن کر سکے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Agree،شہرام خان! Agree؟ ٹھیک دہ جی، ٹھیک۔ اس پہ میں،ہم صرف ،میں صرف اس میں یہ کرتا ہوں کہ اس میں ہم پارلیمانی لیڈرز کو،اگر کوئی پارٹی اپنے نمائندے کو،اس کو اپنا دے دیں گے۔۔۔۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

سینیئر وزیر (بلدیات): جی ہاں،جی ہاں اور سر!اس کے بعد میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ Under Rule-240, Rule-124 کو Suspend کر کے ہمیں یہ جوائنٹ ریزولیوشن ہے،اس کو پیش کرنے کی اجازت دیں۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124 may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Members to move their resolution? Those who are in favour it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Inayat sahib.

قرارداد

سینیئر وزیر (بلدیات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سر! قرارداد پہ مولانا لطف الرحمان صاحب، جناب سکندر خان شیر پاؤ صاحب، عنایت اللہ، جناب سردار اورنگزیب خان نلوٹھا صاحب، جناب شہرام خان ترکئی صاحب، جناب سلیم خان صاحب، جناب جعفر شاہ صاحب اور جناب امتیاز شاہد قریشی صاحب نے دستخط کئے ہیں۔اب مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

یہ اسمبلی مورخہ 16 دسمبر 2014ء کو آرمی پبلک سکول پر ہونے والے سفاکانہ حملے کی شدید مذمت کرتی ہے اور متاثرہ خاندانوں سے یکجہتی اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور شہداء کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہے اور اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ شہداء کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں ہونے دیا جائے گا۔

یہ اسمبلی پشاور و اسلام آباد میں قومی قیادت کی متفقہ سفارشات اور قومی یکجہتی کے اس مظاہرے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، یہ اسمبلی مطالبہ کرتی ہے وفاقی حکومت سے کہ اس واقعے سے پیدا شدہ صورتحال کے پیش نظر خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور ملک کے اندر امن وامان بحال کرنے کیلئے موثر نیشنل سیکیورٹی پالیسی تشکیل دی جائے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ افغان مہاجرین اور آئی ڈی پیز کی اپنے گھروں کو باعزت واپسی کیلئے موثر اقدامات اٹھائے۔

یہ اسمبلی دہشتگردی کے خلاف شہید ہونے والے پاک آرمی اور دیگر سیکورٹی فورسز کے جوانوں اور افسران کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مزید یہ مطالبہ کرتی ہے کہ آرمی پبلک سکول کی بہادر پرنسپل طاہرہ قاضی صاحبہ شہید کو ان کی شجاعت اور بہادری پر اعلیٰ سول ایوارڈ دے اور دیگر شہداء کے نام سے مختلف تعلیمی اداروں کو منسوب کیا جائے اور آرمی پبلک سکول اینڈ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس واقعے کے نتیجے میں پیدا شدہ قومی اتفاق رائے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشتگردی کے خلاف اس جنگ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے تاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو ایک پرامن اور خوشحال پاکستان دے سکیں۔

جناب سپیکر: میں، عنایت خان! اس میں صرف ایک، اگر آپ کی وہ، میں اس میں صرف ایک دو الفاظ کا جو ہے ناں، اضافہ کرنا چاہتا ہوں "نیز یہ اسمبلی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ ان شہید بچوں کے نام پر یادگار تعمیر کی جائے"۔ مطلب اس کو، منظور ہے، جی؟

اراکین: ہاں منظور ہے۔

جناب سپیکر: اچھا میں نے، اس میں Add کرنا، پھر پلیز اس کو Add کرلو،

The motion before the House is that the------

جناب سلیم خان: سر! میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اچھا سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ مشترکہ قرارداد منجانب مولانا لطف الرحمان صاحب، سکندر خان شیر پاؤ صاحب، عنایت اللہ صاحب، سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب، شہرام خان ترکئی صاحب، میں خود، سردار حسین بابک صاحب، امتیاز شاہد قریشی صاحب۔

یہ اسمبلی مورخہ 16 دسمبر 2014ء کو آرمی پبلک سکول پر ہونے والے سفاکانہ حملے کی شدید مذمت کرتی ہے اور متاثرہ خاندانوں سے یکجہتی اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور شہداء کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو ہے اور اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ شہداء کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں ہونے دیا جائے گا۔

یہ اسمبلی پشاور و اسلام آباد میں قومی قیادت کی متفقہ سفارشات اور قومی یکجہتی کے اس مظاہرے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، یہ اسمبلی مطالبہ کرتی ہے وفاقی حکومت سے کہ اس واقعے سے پیدا شدہ صورتحال کے پیش نظر خارجہ پالیسی پر نظرثانی کی جائے اور ملک کے اندر امن وامان بحال کرنے کیلئے موثر نیشنل سیکیورٹی پالیسی تشکیل دی جائے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ افغان مہاجرین اور آئی ڈی پیز کی اپنے گھروں کو باعزت واپسی کیلئے موثر اقدامات اٹھائے۔

یہ اسمبلی دہشتگردی کے خلاف شہید ہونے والے پاک آرمی اور دیگر سیکورٹی فورسز کے جوانوں اور افسران کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مزید یہ مطالبہ کرتی ہے کہ آرمی پبلک سکول کی بہادر پرنسپل طاہرہ قاضی صاحبہ شہید کو ان کی شجاعت اور بہادری پر اعلیٰ سول ایوارڈ دے اور دیگر شہداء کے نام سے مختلف تعلیمی اداروں کو منسوب کیا جائے اور آرمی پبلک سکول اینڈ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔

یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس واقعے کے نتیجے میں پیدا شدہ قومی اتفاق رائے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشتگردی کے خلاف اس جنگ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے تاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو ایک پرامن اور خوشحال پاکستان دے سکیں، نیز یہ اسمبلی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ ان شہید بچوں کے نام پر ایک تاریخی یادگار تعمیر کی جائے جو کہ تاریخ کا حصہ بنے۔

شکریہ جی۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Members, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously.

(Applause)

جناب سپیکر: میں آج یہاں جتنے بھی ہمارے معزز سرکاری آفیسرز ہیں، میں آج تو اس کے بارے میں کوئی رولنگ نہیں دیتا لیکن میں ان کو انتباہ کرتا ہوں کہ آئندہ، کیونکہ حاضری بہت تھوڑی ہے، اگر آئندہ ان کی اس قسم کی حاضری رہی تو میں اس کے خلاف رولنگ دونگا۔

The sitting is adjourned till 2.00 P.M of Monday afternoon, dated 05-01-2015

(اجلاس بروز سوموار مورخہ 05 جنوری 2015ء دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)